Postal Reg. No.L/P/GDP-1,DEC 2009

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 56

-: ایڈیٹر :-
منیر احمد خادم

-: نائبین :-
قریشی محمد فضل اللہ
محمد ابراہیم سرور

ہفت روزہ
بدر
قادیان
The Weekly
BADR Qadian

شمارہ 49

شرح چندہ
سالانہ 300 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی جہاز
20 پاؤنڈ یا 40 ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک
10 پاؤنڈ یا 20 ڈالر امریکن

25 ذی قعدہ 1428 ہجری 6 فتح 1386 ہش 6 دسمبر 2007ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: (ایم ٹی اے) سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیروعافیت سے ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب حضور پُر نور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر مقاصد عالیہ میں فائزالمرامی اور خصوصی حفاظت کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

اللھم اید امامنا بروح القدس وبارك لنا فی عمرہ و امرہ

مومنوں کی امتیازی علامت میں سے ایک یہ ہے کہ ان کے معاملات باہمی مشورہ سے طے ہوتے ہیں

ارشاد باری تعالیٰ

وَالَّذِیۡنَ اسۡتَجَابُوۡا لِرَبِّہِمۡ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاَمۡرُہُمۡ شُوۡرٰی بَیۡنَہُمۡ وَمِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ

(شوریٰ-٣٩)

ترجمہ : اور جو اپنے رب کی آواز پر لبیک کہتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں وران کا امر باہمی مشورے سے طے ہوتا ہے اور اس میں سے جو ہم نے انہیں عطا کیا خرچ کرتے ہیں۔

وَشَاوِرۡہُمۡ فِی الۡاَمۡرِ فَاِذَا عَزَمۡتَ فَتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُتَوَکِّلِیۡنَ

(آل عمران: ١٦٠)

ترجمہ : اور (حکومت کے معاملات) میں ان سے مشورہ (لیا) کر پھر جب تو کسی بات کا پختہ ارادہ کرلے تو اللہ پر توکل کر اللہ توکل کرنے والوں سے یقیناً محبت کرتا ہے۔

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

☆...... حضرت ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: المستشار مؤتمن یعنی جس سے مشورہ طلب کیا جائے وہ امین ہوتا ہے یا اسے امین ہونا چاہئے۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الادب)

☆...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس سے اس کے مسلمان بھائی نے کوئی مشورہ طلب کیا اور اس نے بغیر رشد کے مشورہ دیا یعنی بغیر غور و خوض اور عقل استعمال کئے تو اس نے اس سے خیانت کی ہے۔

(الادب المفرد، از حضرت امام بخاری صفحہ ٧٥)

☆...... حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے بعد اگر ہمیں کوئی ایسا امر درپیش ہوا جس کے بارہ میں وحی قرآن نازل نہیں ہوئی اور نہ ہی ہم نے آپ سے کچھ سنا تو ہم کیا کریں گے۔ اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسے معاملات کو حل کرنے کیلئے مومنوں میں سے علماء کو یا عبادت گزار لوگوں کو جمع کرنا اور اس معاملے کے بارے میں اس سے مشورہ کرنا اور ایسے معاملے کے بارے میں فرد واحد کی رائے پر فیصلہ نہ کرنا۔

(کنزل العمال باب فی فضل حقوق القرآن، جلد ٢، صفحہ ٣٤٠)

فرمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"بات یہ ہے کہ جب انسان جذبات نفس سے پاک ہوتا ہے اور نفسانیت چھوڑ کر خدا کے ارادہ کے اندر چلتا ہے اس کا کوئی فعل ناجائز نہیں ہوتا بلکہ ہر ایک فعل خدا کی منشاء کے مطابق ہوتا ہے جہاں لوگ ابتلاء میں پڑتے ہیں وہاں یہ امر ہمیشہ ہوتا ہے کہ وہ فعل خدا کے ارادہ سے مطابق نہیں ہوتا۔ خدا کی رضا اس کے برخلاف ہوتی ہے ایسا شخص اپنے جذبات کے نیچے چلتا ہے مثلا غصہ میں آکر کوئی ایسا فعل اس سے سرزد ہو جاتا ہے جس سے مقدمات بن جایا کرتے ہیں فوجداریاں ہو جاتی ہیں مگر اگر کسی کا ارادہ ہو تو بلا استصواب کتاب اللہ (یعنی اللہ کے قرآن کریم کے اس حکم کے بغیر) اس کا حرکت وسکون نہ ہوگا اور اپنی ہر ایک بات پر کتاب اللہ کی طرف رجوع کرے گا یقینی امر ہے کہ کتاب اللہ مشورہ دے گی جیسے کہ فرمایا ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین (سورہ انعام:٦) سو اگر ہم یہ ارادہ کریں کہ مشورہ کتاب اللہ سے لیں گے تو ہم کو ضرور مشورہ ملے گا لیکن جو اپنے جذبات کے تابع ہے وہ ضرور نقصان ہی میں پڑے گا۔"

(ملفوظات جلد اول، صفحہ نمبر ٩، ١٠- رپورٹ جلسہ سالانہ ١٨٩٧)

جلسہ سالانہ قادیان

مورخہ 29-30-31 دسمبر 2007 کو منعقد ہوگا

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے احباب جماعت کی اطلاع کیلئے یہ اعلان کیا جا رہا ہے کہ 116 واں جلسہ سالانہ قادیان عیدالاضحی کی تقریب سعید (جو انشاء اللہ تعالیٰ مورخہ 20/21 دسمبر کو ہوگی) کے پیش نظر مورخہ 29-30-31 دسمبر 2007ء بروز ہفتہ، اتوار، سوموار منعقد ہوگا۔ **مجلس مشاورت** : نیز انیسویں مجلس مشاورت جلسہ سالانہ کے معاً بعد مورخہ یکم جنوری 2008ء بروز منگل منعقد ہوگی۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس مبارک للہی جلسہ میں شرکت کیلئے ابھی سے نیت کر کے دعاؤں کے ساتھ تیاری شروع کریں اور جلسہ کی ہر جہت سے کامیابی نیز مبارک ہونے کیلئے دعائیں بھی کرتے رہیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔ (ناظر اصلاح وارشاد قادیان) ☆☆

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

قومی یکجہتی اور ہمارا فرض

وطن عزیز بھارت ایک ایسی عظیم جمہوریت ہے جس میں تمام مذاہب کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ اور ایک خوشنما باغ کی طرح اس کی خوشبوئیں ساری دنیا میں پھیلتی ہیں۔ سائنسی اور مادی لحاظ سے بھی ترقی کی طرف رواں دواں ہے اور دینی لحاظ سے بھی تمام افراد کو مکمل آزادی حاصل ہے۔ اسی سرزمین پر مختلف انبیاء کی بعثت ہوئی جن کے ماننے والے آپس میں محبت و پیار سے رہتے ہیں۔ تاہم ایسے واقعات بعض دفع شرپسند عناصر کی طرف سے ظہور پذیر ہوتے ہیں جو آپسی تعلقات کو خراب کرتے اور نفرت کے بیج بوتے ہیں۔ ہر محب وطن کا فرض ہے کہ وطن کی سالمیت، اتحاد و یکجہتی کے لئے کوشاں رہے اور کوئی ایسی حرکت نہ کرے جو وطن کی عزت و وقار کو دھبہ لگانے والی اور ملکی ترقی میں آڑے آنے والی ہو۔

اب جبکہ پنجاب میں قومی یکجہتی اور اتحاد کا ھفتہ منایا جا رہا ہے یہ ایک خوش آئند قدم ہے ہر شخص کو چاہئے کہ اس تعلق میں اپنا بھرپور حصہ ڈالے۔ ہمیں اس بات پر بجا فخر ہے کہ ہم بھارت واسی ہیں اور ہمارا ملک دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہماری بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے وطن کی دلی خیر خواہی اور ترقی اور اتحاد و اتفاق کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار ہوں۔

اس خوشنما باغ کا ایک خوبصورت گلدستہ پنجاب ہے جو ہرا بھرا خطہ ہے۔ جہاں تمام مذاہب کے لوگ امن اور پیار و محبت سے رہتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی کچھ باتیں قابل فکر بھی ہیں۔ جس کی طرف دھیان دینے کی بہت ضرورت ہے۔ انسان کی بنیادی ضرورتوں میں سے روٹی علاج اور تعلیم ہے۔ ان تینوں میدانوں میں ہی ایک عام آدمی کو نہایت تنگی اور مشکلات کا سامنا ہے وسائل کے فقدان اور بڑھتی ہوی مہنگائی نے غریب آدمی کا جینا دوبھر کر دیا ہے۔ نشے کی دیمک نے ہزاروں نوجوانوں کو کھوکھلا کر دیا ہے۔ پس آج ہمیں بیدار ہو جانا چاہے ان برائیوں اور خرابیوں کے خلاف اور ملک کے دانشور جن گمبھیر مسائل کی طرف توجہ دلا رہے ہیں اس کی طرف سنجیدگی سے قدم اٹھانا چاہئے۔ تاکہ آپسی اتحاد اور قومی یکجہتی مضبوط بنیادوں پر استوار ہو سکے۔

یہ سرکار کا فرض ہے کہ ایسے اقدامات کرے کہ تمام مریض افراد کو علاج کی سہولت مل سکے اور پڑھنے کی عمر رکھنے والے بچے بنیادی و ضروری تعلیم حاصل کر سکیں۔ اور اسی طرح ہر شخص کے لئے کم قیمت پر روٹی کا انتظام ہو سکے۔ اگرچہ سرکار نے اس کے لئے ابتدائی قدم اٹھائے ہیں تاہم اس کو صحیح لائنوں پر لانا اور مستقلاً جاری رکھنا بہت ضروری ہے تا ایسا نہ ہو کہ جو ضرورت مند نہیں وہ تو اس سے فائدہ اٹھالیں اور جو حقیقی ضرورت مند ہیں وہ اس سے محروم رہیں۔

سرکار کی طرف سے دیہاتی علاقوں میں بچوں کی اچھی تعلیم کے لئے 141 آدرش سکول کھولے جانے کا اعلان کیا گیا ہے جس پر 1000 کروڑ روپے خرچ کا اندازہ ہے اگر یہی خرچ صوبے میں پہلے سے چل رہے سرکاری سکولوں پر خرچ کر کے انہیں بہتر بنایا جائے تو یہ زیادہ مناسب ہو سکتا ہے۔ اس وقت کئی سرکاری سکولوں کی خاص طور پر جو دیہات میں ہیں بری حالت ہے ان سکولوں میں ہی مناسب سہولیات و سٹاف مہیا کر کے اور عمارتوں کی مرمت کر کے سکولوں میں بہتری پیدا کی جا سکتی ہے۔ اسی طرح سرکاری ہسپتالوں کا حال ہے جہاں سٹاف دوائیوں اور سہولیات کی کمی ہے اور علاج اتنا مہنگا ہے کہ بہت سے لوگ اپنا مکمل علاج نہیں کرا پاتے۔

پس ان بنیادی ضرورتوں کے مہیا ہو جانے سے ایک انسان کافی حد تک چین و سکون سے زندگی گذار سکتا ہے۔ اور اس طرح جب سب کو ترقی کے مساوی حقوق اور مواقع میسر ہونگے تو سب ملکر ملک کی تعمیر اور سربلندی کے لئے کوشاں ہونگے۔

ہمارے پہلے وزیر اعظم جناب پنڈت جواہر لال نہرو جی نے ایک تقریر میں فرمایا تھا:

"ہندوستان بہت سے مذاہب اور بہت سے لوگوں مسلمانوں، ہندوؤں، عیسائیوں، سکھوں، بودھوں، پارسیوں وغیرہ کا وطن ہے ان سب کے حقوق برابر ہیں اور وہ برابر کے شہری ہیں جو شخص اس کے خلاف آواز اٹھاتا ہے وہ ہندوستان سے غداری کرتا ہے۔ ہندوستان کو نقصان پہنچاتا ہے اور ہماری قوم پروری کو کمزور کرتا ہے۔"

(ہماری آواز، کانپور، 25.8.1962)

ہم اس اہم موقعہ پر اتحاد و یکجہتی کے ان سنہری اصولوں کو برادران وطن کی خدمت میں پیش کرتے ہیں جو قادیان (پنجاب) کی مقدس بستی میں پیدا ہونے والے مامور ربانی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام نے قریباً 100 سال قبل اہالیان وطن کے نام ایک پیغام میں بیان فرمائے ہیں۔ جو آج بھی اور آئندہ بھی ہمیشہ کے لئے اتحاد و اتفاق کی بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"جو شخص تم دونوں قوموں میں سے دوسری قوم کی تباہی کی فکر میں ہے اس کی اس شخص کی مثال ہے جو ایک شاخ پر بیٹھ کر اس کو کاٹتا ہے...... ایسے نازک وقت میں یہ راقم آپ کو صلح کے لئے بلاتا ہے۔ دنیا پر طرح طرح کے ابتلاء نازل ہو رہے ہیں جو کچھ مجھے خدا نے خبر دی ہے اور وہ بھی یہی ہے کہ اگر دنیا اپنی بدعملی سے باز نہیں آئے گی اور برے کاموں سے توبہ نہیں کرے گی تو دنیا پر سخت بلائیں آئیں گی اور ایک بلا ابھی بس نہیں کرے گی کہ دوسری بلا ظاہر ہو جائے گی۔ آخر انسان نہایت تنگ ہو جائیں گے کہ یہ کیا ہونے والا ہے اور بہتیرے مصیبتوں کے بیچ میں آکر دیوانوں کی طرح ہو جائیں گے۔ سوائے ہم وطن بھائیو قبل اس کے کہ وہ دن آویں ہوشیار ہو جاؤ اور چاہئے کہ ہندو مسلمان باہم صلح کر لیں۔ (پیغام صلح)

قومی یکجہتی کے چند ایسے زریں اصول ذیل میں درج کئے جاتے ہیں کہ اگر ہم ان پر عمل پیرا ہوں تو خوشگوار نتائج برآمد ہونگے۔

☆...... ہر شہری کے اندر حب الوطنی کا جذبہ پیدا کیا جائے۔ ملک اور وطن کی خدمت اور دفاع کی خاطر ہر شہری اپنا ذاتی مفاد قربان کرنا اپنا فرض منصبی سمجھے۔

☆...... ایسے پروگرام اختیار کئے جائیں کہ نئی نسل اور پود کے اندر بچپن سے ہی حب الوطنی کے جذبات پیدا ہوں اور ترقی کریں۔

☆...... مذہبی دنیا میں آئے دن جو فسادات ہوتے رہتے ہیں ان میں سے اکثر اس لئے ہوتے ہیں کہ ایک مذہب والا دوسرے مذہب والے کے پیشوا، نبی رشی منی کی صحیح عزت نہیں کرتا بلکہ بعض اوقات ان کی ہتک عزت سے بھی باز نہیں آتا جس سے عام طور پر قومی منافرت اور مذہبی فتنے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اس لئے باہمی محبت و اتحاد پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہر قوم و مذہب کے بزرگوں کی عزت کی جائے۔ چنانچہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:-

"یہ اصول نہایت پیارا امن بخش اور صلحکاری کی بنیاد ڈالنے والا اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے کہ ہم ان تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دنیا میں آئے خواہ ہند میں ظاہر ہوئے یا فارس یا چین میں یا کسی اور ملک میں اور خدا نے کروڑہا دلوں میں ان کی حرمت و عظمت بٹھادی اور ان کے مذہب کی جڑ قائم کر دی اور کئی صدیوں تک وہ مذہب چلا آیا۔ یہی اصول ہے جو قرآن نے ہمیں سکھایا اس اصول کے لحاظ سے ہم ہر ایک مذہب کے پیشوا کو جنکی سوانح اس تعریف کے نیچے آگئی ہیں عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں گو وہ ہندوؤں کے مذہب کے پیشوا ہوں یا فارسیوں کے مذہب کے یا چینیوں کے مذہب کے یا یہودیوں کے مذہب کے یا عیسائیوں کے مذہب کے۔" (تحفہ قیصریہ)

☆...... نہ صرف دیگر مذاہب کے پیشواؤں بزرگوں کی تعظیم کی جائے بلکہ ان کی مذہبی عبادتگاہوں اور مذہبی کتابوں کی تکریم کا بھی خیال رکھا جائے۔

☆...... مذہبی مناقشات کو روکنے کے لئے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے یہ تجویز پیش کی کہ مذہبی مقابلہ کے وقت بجائے دوسرے مذاہب پر اعتراض اور نکتہ چینی کرنے کے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کی جائیں۔

☆...... ملکی ترقی و خوش حالی کے لئے ضروری ہے کہ ملک کے افراد بدامنی بغاوت اور فتنہ و فساد میں حصہ لینے سے بچیں۔ اور ملک کے تعمیری کاموں میں حصہ لیں۔

☆...... اگر کسی فرد سے ایسا فعل سرزد ہو جو دوسری قوم و مذہب کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے والا یا اشتعال دلانے والا ہو تو بجائے اس کے کہ دوسری قوم اس کے خلاف آواز اٹھائے خود اس قوم کے لیڈر و پریس جس سے غلطی سرزد ہوئی ہو اس کے خلاف آواز اٹھائیں اور عملی طور پر اس کے خلاف کاروائی کریں۔ اس طرح غلطی کرنے والا اپنی غلطی کا اقرار کر کے اس کی اصلاح کرے گا اور آئندہ اس حرکت سے باز آجائے گا۔

☆...... بعض اوقات پرانے واقعات اور ظلموں کو خواہ وہ فرضی ہوں یا حقیقی دہرا کر یا کتابوں میں شائع کر کے قوموں میں منافرت پیدا کی جاتی ہے اس طرح پرانے زخم ہرے ہو کر باہمی کشیدگی بڑھتی ہے حالانکہ موجودہ نسل و افراد کا اس سے دُور کا بھی تعلق نہیں۔ ان کو دوبارہ دہرانا نہیں چاہئے۔

☆...... مختلف قوموں اور پارٹیوں کے درمیان اختلاف و رنجش کی ایک وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ عموماً ایک دوسرے کے لیڈروں کی عزت و تکریم نہیں کی جاتی۔ تقریروں اور تحریروں میں ان کے خلاف بے جا تنقید اور بے بنیاد الزامات لگا کر ان کی ملکی وفاداری اور حب الوطنی کو مشکوک کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اس طرح بھی قومی ترقی میں خواہ مخواہ روک ہو جاتی ہے لہذا ہر قوم کے لیڈر کی تکریم ضروری ہے۔

☆...... قرآنی تعلیم کے مطابق آپس میں ایک دوسرے سے نیکی کے کاموں میں تعاون کرنا چاہئے اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں تعاون نہیں کرنا چاہے۔

☆...... حکمران پارٹی کو چاہئے کہ ہر ایک سے انصاف اور رواداری کا معاملہ کرے کسی سے اس وجہ سے عدم انصاف نہ کرے کہ یہ ہماری پارٹی کا فرد نہیں۔

پس یہ وہ سنہری اصول ہیں کہ اگر ان پر عمل کیا جائے تو ملک میں اتحاد و اتفاق اور آپس میں پیار و محبت قائم رہ سکتا ہے۔

اللہ کرے کہ ہمارا ملک ہر آن ترقی کرتا رہے۔

سارے جہاں سے اچھا ہندوستان ہمارا ......☆...... ہم بلبلیں ہیں اس کی یہ گلستاں ہمارا

(قریشی محمد فضل اللہ)

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ اُنہی کوتقویٰ پر چلنے کی توفیق عطا فرماتا ہے جو خود بھی تقویٰ پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں اور تقویٰ کے حصول کے لئے ایک بہت بڑا ذریعہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزوں کو بنایا ہے۔

رمضان آیا ہے تو اپنی عبادتوں کے معیار بھی ہمیں بلند کرنے کی ضرورت ہے اور اپنے اعمال پر نظر رکھتے ہوئے ان کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس رمضان میں تقویٰ کے حصول کے لئے مجاہدہ کی توفیق عطا فرمائے۔

(حال ہی میں وفات پانے والی تین بزرگ خواتین محترمہ سعیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس، محترمہ سعیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری اور محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم چوہدری سید محمد صاحب کا ذکر خیر)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز -فرمودہ 14 ستمبر 2007ء بمطابق 14 تبوک 1386 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ (سورۃ البقرہ آیات 184 تا 186)

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

یہ ہے روزوں کی فرضیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی ہدایت اور حکم۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس سال پھر ہمیں موقع دیا کہ اس نے ہماری روحانی ترقی کے لئے جو بہترین انتظام فرمایا ہوا ہے اس میں شامل ہو رہے ہیں۔ گنتی کے یہ چند دن، جو کل سے شروع ہوئے، ان میں سے گزر رہے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق اگر ہم نے تقویٰ میں ترقی کرنی ہے، اللہ تعالیٰ کا قرب پانا ہے، اپنی دعاؤں کو قبولیت کا درجہ دلوانا ہے، اپنی دینی، اخلاقی اور روحانی حالت بہتر کرنی ہے تو ان دنوں سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، یہ روزے جو تم پر فرض کئے گئے ہیں یہ روحانیت میں ترقی اور تقویٰ میں بڑھنے کے لئے انتہائی ضروری ہیں اور دنیا میں پہلے بھی انبیاء کے ماننے والوں کی روحانی ترقی کے لئے، ان کے تزکیۂ نفس کے لئے، ان کو خدا تعالیٰ کا قرب دلانے کے لئے یہ فرض کئے گئے تھے۔ پس یہ ایک اہم حکم ہے۔ اس کی پابندی ہی ہے جو ہمیں تقویٰ کے معیاروں کو اونچا کرنے والی بنائے گی۔ پہلے انبیاء کے ماننے والوں نے بھی اللہ تعالیٰ کا قرب پایا اور اس کے فضلوں کے وارث ہوئے، جنہوں نے بے چون و چراں خدا تعالیٰ کے حکموں کی پابندی کی۔ جب بھی خدا تعالیٰ نے اپنے احکامات کسی نبی پر اتارے جب دنیا کی اصلاح کے لئے خدا تعالیٰ نے اپنے رسول بھیجے، وہی لوگ اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والے اور اس کے احکامات سے حصہ لینے والے بنے جنہوں نے اُن بھیجے ہوؤں کی کامل اطاعت اور فرمانبرداری کرتے ہوئے اس تعلیم پر عمل کیا اور اُن احکامات پر چلتے رہے جو اللہ تعالیٰ نے اُن پر اتارے تھے اور اپنے تقویٰ کے معیاروں کو بڑھاتے رہے۔ جب انکاری ہوئے تو جہاں روحانی معیار گرے وہاں دنیاوی طور پر بھی شان و شوکت کھو بیٹھے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس کا ذکر بھی فرمایا ہوا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ جب انبیاء کے ماننے والوں کو تقویٰ پر چلنے کی تلقین کرتا ہے تو یہ بھی فرماتا ہے کہ تم تقویٰ کے اعلیٰ معیار حاصل کر کے دنیا و آخرت کے انعامات سے حصہ لینے والے بنو گے، اُس کی جنتوں کے وارث بنو گے جیسا کہ فرماتا ہے وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ (الرحمن : 47) یعنی جو بھی اپنے رب کی شان سے ڈرتا ہے اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتے ہوئے اس کے مقام کو پہچانو کہ تمام قدرتوں کا وہی مالک ہے۔ اسی کا خوف سب سے زیادہ تمہارے دلوں پر ہونا چاہئے۔ پھر اس دنیا میں بھی اس کی جنتوں سے حصہ لو گے اور اُخروی زندگی میں بھی اُس کے انعامات اور جنتوں کے وارث ٹھہرو گے۔

پس ہر احمدی مسلمان کو تقویٰ میں ترقی کرنے کے لئے، اللہ تعالیٰ کی جنتوں کا وارث ہونے کے لئے، اللہ تعالیٰ کے مقام کی پہچان ضروری ہے۔ اور یہ پہچان اس وقت ہو گی جب خالص اللہ تعالیٰ کے ہوتے ہوئے اس کے احکامات پر عمل کرو گے اور اللہ تعالیٰ نے اُن احکامات میں سے ایک حکم رمضان میں روزوں کی پابندی کا ہمیں دیا ہے۔ ہم خوش قسمت ہیں کہ ایک ایسی کتاب کو ماننے والے ہیں جو کامل اور مکمل کتاب ہے۔ اُس کتاب کے ماننے والے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کو کمال تک پہنچانے کا اعلان فرمایا ہے۔ ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم اس شریعت کے ماننے والے ہیں جس کو تا قیامت قائم رکھنے کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔ ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم اس آخری شرعی نبی ﷺ کو ماننے والے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے خاتم الانبیاء کہہ کر تمام نبیوں اور رسولوں سے افضل بنا دیا ہے۔ پہلے رسول اپنی قوم کو تقویٰ پر قائم رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن قوموں کی استعدادوں اور صلاحیتوں کے مطابق اللہ تعالیٰ کے احکامات لاتے رہے۔ لیکن قرآن کریم تمام دنیا کی تمام قوموں اور تمام زمانوں کی اصلاح کے لئے احکامات لے کر آنحضرت ﷺ پہ نازل ہوا۔ تقویٰ پر قائم رکھنے کے لئے وہ احکامات لے کر آیا جو آج بھی تمام قوموں اور اِس زمانے کے لئے تازہ ہیں اور آئندہ بھی رہیں گے۔ پس ہمیں سوچنا چاہئے کہ یہ چیزیں ہم سے کیا تقاضا کرتے ہیں۔ یہ احکامات جو اُترے اور اللہ تعالیٰ نے ہم پر انعام اور احسان کیا، یہ ہم سے کیا تقاضا کرتے ہیں؟ یہ تقاضا کرتے ہیں کہ اِس آخری شرعی کتاب میں اللہ تعالیٰ نے جن نعمتوں کے کمال کا ذکر فرمایا ہے ان کے حصول کی کوشش کریں۔ یہ تقاضا کرتی ہیں کہ ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات پر عمل کرنے کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لائیں۔ وہ مجاہدہ کریں جس کے کرنے کا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے ہمیں راستہ دکھایا ہے، ہمیں حکم دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت:70) اور وہ لوگ جو ہم سے ملنے کی کوشش کرتے ہیں ہم ان کو ضرور اپنے رستوں کی طرف آنے کی توفیق بخشیں گے۔ پس اللہ سے

ملنے کے لئے مجاہدہ کرنا اور کوشش کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہی اپنے راستوں کی طرف آنے کی رہنمائی فرماتا ہے جو خالص ہو کر اس کی طرف آنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُنہی کو تقویٰ پر چلنے کی توفیق عطا فرماتا ہے جو خود بھی تقویٰ پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُنہی کی طرف دوڑ کر آتا ہے جو کم از کم خود چل کر اس کی طرف آنے کی کوشش کرتے ہیں اور تقویٰ کے حصول کے لئے ان کوششوں میں، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوششوں میں، ایک بہت بڑا ذریعہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزوں کو بنایا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اس کے انعاموں کے حصول کے لئے جو حقیقی کوشش کرتا ہے وہ گناہوں سے پاک کر دیا جاتا ہے۔ اسے نیکیاں کرنے کی توفیق ملتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والا بن جاتا ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے۔ حدیث میں ہے، حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو بندہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں اس کا فضل چاہتے ہوئے روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے چہرے اور آگ کے مابین ستر خریف کا فاصلہ پیدا کر دیتا ہے۔

(صحیح بخاری. کتاب الجہاد والسیر. باب فضل الصوم فی سبیل اللہ)

یعنی موسم سرما اور گرما کے درمیان جتنا فرق ہے، اس سے ستر گنا زیادہ فرق کر دیتا ہے۔ یہ ایک مثال ہے کہ اس سے آگ اتنی دور کر دیتا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کے راستے میں اس کا فضل چاہتے ہوئے روزہ رکھنا ضروری ہے جیسا کہ اس نے حکم دیا۔ کسی قسم کا دنیاوی مقصد نہ ہو۔ خالص اُس کی رضا کا حصول مقصد ہو تو اللہ تعالیٰ مجاہدہ کرنے والے کو نہ صرف آگ سے بچاتا ہے بلکہ اپنی رضا کی جنتوں میں بھی داخل فرماتا ہے۔ اس کو دین بھی ملتا ہے اور دنیا بھی ملتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ”خدا تعالیٰ کی طرف سعی کرنے والا کبھی بھی ناکام نہیں رہتا۔ اس کا سچا وعدہ ہے اَلَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت:70) خدائے تعالیٰ کی راہوں کی تلاش میں جو جویا ہوا ”جس نے کوشش کی“ وہ آخر منزل مقصود پر پہنچا۔ دنیوی امتحانوں کے لئے تیاریاں کرنے والے، راتوں کو دن بنا دینے والے طالب علموں کی محنت اور حالت کو ہم دیکھ کر رحم کھا سکتے ہیں تو کیا اللہ تعالیٰ جس کا رحم اور فضل بے حد اور بے اَنت ہے اپنی طرف آنے والے کو ضائع کر دے گا؟ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا۔

(رپورٹ جلسہ سالانہ 1897، صفحہ 161-162)

پس اللہ تعالیٰ نے اس مہینے میں ہمیں موقع دیا ہے، اس مہینے میں ہمیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے داخل کیا ہے۔ جس میں روزہ رکھنے والوں کے لئے، ان روزہ رکھنے والوں کے لئے جو خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے روزہ رکھتے ہیں، آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق روزے کی جزا اللہ تعالیٰ نے خود اپنے پر لے لی ہے۔

ایک اور جگہ حدیث میں آیا ہے کہ روزہ ڈھال بن جاتا ہے۔ بندے اور آگ کے درمیان روزہ ایک ڈھال بن جاتا ہے۔ روزہ اللہ کے بندے اور آگ کے درمیان ایک مضبوط قلعہ اور حصار بن جاتا ہے جس کی دیواروں سے پار ہو کر آگ کبھی اللہ تعالیٰ کے بندے کو جلا نہیں سکتی۔

یہ ایک حدیث قدسی ہے۔ یعنی آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حوالے سے بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے، اس حدیث کی تفصیل ایک اور جگہ بخاری میں اس طرح آئی ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ابن آدم کا ہر عمل اس کی ذات کے لئے ہوتا ہے سوائے روزوں کے۔ پس روزہ میری خاطر رکھا جاتا ہے اور مَیں ہی اس کی جزا دوں گا اور روزے ڈھال ہیں۔ جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو وہ شہوانی باتیں اور گالی گلوچ نہ کرے اور اگر کوئی اس کو گالی دے یا اس سے جھگڑا کرے تو اسے جواب میں صرف یہ کہنا چاہئے کہ مَیں تو روزے دار ہوں۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے، ﷺ، روزے دار کی منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے زیادہ طیّب ہے۔ روزے دار کے لئے دو خوشیاں ہیں جو اسے خوش کرتی ہیں۔ ایک جب وہ روزہ افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور دوسرے جب وہ اپنے رب سے ملے گا تو اپنے روزے کی وجہ سے خوش ہوگا۔ (بخاری کتاب الصوم. باب ھل یقول انی صائم اذا شتم)

ایک اور روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ روزہ ایک ایسا عمل ہے جو اللہ عزوجل کی خاطر رکھا جاتا ہے اور روزہ رکھنے والے کا اجر صرف اللہ عزّ وجل کو ہی معلوم ہے۔ اللہ تعالیٰ نیکیوں کے بارے میں فرماتا ہے کہ جو نیکیاں کرنے والے ہیں اور جو اعمال صالحہ بجالانے والے ہیں ان کو مَیں سات سو گنا تک اجر دیتا ہوں اور اس سے بھی زیادہ بڑھا دیتا ہوں۔ تو روزوں کا اجر اس بیان کردہ حد سے بڑھ جانے والا ہے۔ کتنا بڑھتا ہے یہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو پتہ ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات، اُس کی صفات لامحدود ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کی جزا بھی لامحدود ہے۔ پس یہ انسانی تصور سے ہی باہر ہے کہ کتنا اجر ہوگا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کو ہی پتہ ہے۔ لیکن بعض حدود اللہ تعالیٰ نے روزہ کے ساتھ لگا دی ہیں کہ اس لامحدود اجر پانے کے لئے تمہیں اپنی حدوں میں بھی قائم رہنا ہوگا، ان احکامات کی تعمیل کرنی ہوگی۔ صرف فاقہ نہیں کرنا بلکہ کچھ مجاہدے کرنے ہوں گے، برائیوں کو چھوڑنا ہوگا جیسا کہ حدیث میں آیا۔ ہر قسم کے نفسانی اور شہوانی جذبات سے کنارہ کشی اختیار کرنی ہوگی بلکہ جیسا کہ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بعض جائز باتوں کو بھی خدا تعالیٰ کی خاطر چھوڑنا ہوگا۔ جب یہ حالت ہو گی تو وہ روزہ خدا تعالیٰ کی خاطر ہوگا۔ یہ برائیاں چھوڑنا ہی ہے جو اس کو اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والا ہوگا۔ لیکن یہ وقتی چھوڑنا نہیں ہے، ان برائیوں سے وقتی طور پر کنارہ کشی اختیار نہیں کرنی بلکہ مستقلاً یہ عادت ڈالنی ہوگی۔ جب یہ حالت ہوگی تو وہ روزہ پھر اللہ تعالیٰ کی خاطر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کو انسان کی پاتال تک کی خبر ہے وہ دلوں کا حال جانتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ بندے کے کسی بھی فعل کے پیچھے اس کی کیا نیت ہے۔ وہ ذات جو حاضر اور غائب کا علم رکھتی ہے اگر اس کی صفات کو سامنے رکھتے ہوئے ہر روزہ دار روزہ رکھتا ہے اور مجاہدہ کرتا ہے تو پھر وہ روزہ اس کے لئے جزا بن جائے گا۔ جو روزہ اس نیت سے رکھا جائے گا کہ آج مَیں ان نفسانی اور شہوانی باتوں سے دور جا رہا ہوں، ان کو ترک کر رہا ہوں تو صرف رمضان کے لئے نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے، تب ہی وہ روزہ اللہ تعالیٰ کی خاطر ہوگا، خدا کی خاطر رکھا جانے والا کہلا سکے گا۔ کسی گالی کے جواب میں جب وہ یہ کہتا ہے کہ مَیں روزہ دار ہوں، تمہاری لغویات کا جواب نہیں دے سکتا تو یہ مطلب نہیں کہ روزہ کھول لوں پھر جواب دے دوں گا، پھر تمہیں دیکھ لوں گا کہ تم کتنے پانی میں ہو۔ پھر میں تمہیں دیکھ لوں گا کہ تم میرے سے زیادہ طاقتور ہو یا نہیں، ابھی فی الحال مَیں جھگڑا نہیں کر سکتا مَیں روزہ دار ہوں۔ نہیں بلکہ روزہ ایک ٹریننگ کیمپ (Training Camp) ہے جس میں ان برائیوں کے چھوڑنے کی ٹریننگ بھی دی جاتی ہے اور یہی ایک مجاہدہ ہے جو روزہ دار نے کرنا ہے۔ خدا کی طرف بڑھنے کے صحیح قدم اسی وقت اٹھا سکیں گے جب ایک انسان مستقل مزاجی سے اپنے اوپر ان برائیوں کو چھوڑنے کا عمل جاری رکھے گا۔ تبھی وہ آخری بات یہ بتائی گئی ہے کہ جب وہ اپنے ربّ سے ملے گا تو اپنے روزے کی وجہ سے خوش ہوگا۔ کیا صرف 30 دن کی جو نیکیاں ہیں ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسے وہ مقام عطا فرمائے گا جو اس کی رضا کا مقام ہے اور بندہ خوش ہوگا؟ نہیں، بلکہ اس لئے خوش ہوگا کہ ایک رمضان کے روزوں نے میرے اندر برائیاں ختم کیں۔ میری نفسانی اور شہوانی حالتوں کو دُور کرنے کی کوشش کی وجہ سے، میری استغفار کی وجہ سے، میری اس کوشش کی وجہ سے کہ مَیں اللہ کی خاطر برائیوں کو ترک کرنے والا بنوں اللہ تعالیٰ نے مجھے برائیوں سے دور کیا۔ اور زندگی کا ہر رمضان جو اس کوشش کی نیت سے آئے گا اور سال کا ہر مہینہ جو اس رمضان میں حاصل کردہ نیکیوں کو اپنے اوپر لاگو کرتے ہوئے گزرے گا، سال کا ہر دن ان تیس دنوں کی ٹریننگ کی وجہ سے برائیوں سے دور کرتے ہوئے گزرے گا تو آخر کو وہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بنائے گا اور وہ مقام ہوگا جہاں بندہ خوش ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے میری برائیوں کو رمضان کی برکتوں کی وجہ سے مجھ سے دُور کیا اور مجھے رمضان کی وجہ سے میری نیکیوں اور تقویٰ میں ترقی کا موقع عطا فرمایا۔ مَیں نے خالص ہو کر اس کی خاطر روزے رکھے اور ان روزوں کے مجاہدے سے اپنے اعمال کی اصلاح کی کوشش کی، اپنی عبادتوں کے معیار بلند کئے اور آج مَیں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بن رہا ہوں۔

پس رمضان آیا ہے تو اپنی عبادتوں کے معیار بھی ہمیں بلند کرنے کی ضرورت ہے اور اپنے اعمال پر نظر رکھتے ہوئے ان کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت ہے۔ ایک طالب علم کی طرح جو امتحان کی تیاری کے لئے محنت کرتے ہوئے راتوں کو دن کر دیتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہم بھی اپنی راتوں کو ان دنوں میں اللہ تعالیٰ کی خاطر گزارنے کی کوشش کریں گے تو وہ رحیم و کریم خدا، وہ مستجاب الدعوات خدا اپنے وعدے کے مطابق ہمیں اپنی رضا کی راہوں پر ڈالے گا۔ ہمیں ان راستوں کی طرف لائے گا جو اس کی رضا کے راستے ہیں۔ ہمیں ان انعامات سے نوازے گا جن سے وہ اپنے خاص بندوں کو نوازتا ہے۔ ہمارے تقویٰ کے معیاروں کو وہاں تک لے جائے گا جہاں اس کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

پس اگر اللہ تعالیٰ نے روزہ کو ڈھال بنایا ہے تو اس ڈھال کا استعمال بھی آنا چاہئے۔ اگر ڈھال صحیح طرح اپنے سامنے نہ رکھی جائے، اگر اُس کو مضبوطی سے نہ پکڑا جائے تو حملہ آور کا ایک ہی وار اس کو ہوا میں اڑا دیتا ہے اور ڈھال، ڈھال کا کام نہیں دے سکتی۔ پس شیطان جو سب حملہ آوروں سے زیادہ

شریف جیولرز
ربوہ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد ربوہ
00-92-476214750 فون ریلوے روڈ
00-92-476212515 فون اقصیٰ روڈ ربوہ پاکستان

خطرناک حملہ آور ہے اس کے وار سے محفوظ رہنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ترقی کرنے، اپنی راتوں کو زندہ کرنے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کو مضبوط پکڑنے سے ہی روزے کی اس ڈھال سے ایک مومن صحیح فائدہ اٹھا سکتا ہے اور یہ ٹریننگ کے دن اللہ تعالیٰ نے ہمیں میسر فرمائے۔ جہنم کی آگ سے بچنے کے لئے روزہ تبھی قلعہ کا کردار ادا کرے گا جب قلعہ کے ہر دروازے پر اپنی عبادتوں اور اعمال کے پہرے بٹھائے جائیں گے۔ پھر یہ پہرے اور مضبوط قلعہ کی دیواریں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے کھڑی کی ہیں، جہنم کی آگ سے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ہر ایک مومن بندے کو بچائیں گی۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول اور تقویٰ پر قدم مارنا ہی ایک مومن بندے کی زندگی میں انقلاب لاتے ہوئے، ایک مومن بندے کو اس دنیا کی نعماء سے بھی بہرہ ور کرے گا اور آخرت میں بھی۔ پس ہمیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے اس مہیا کردہ انتظام سے فائدہ اٹھائیں۔ اس کے بتائے ہوئے حکموں کے مطابق یہ دن گزارتے ہوئے تقویٰ میں ترقی کریں۔

آنحضرت ﷺ سے پہلے جو نبی آئے، پہلوں کی جو تعلیم تھی وہ تو عارضی زمانے کے لئے تھی، ختم ہوگئی۔ وہ تعلیم تو عارضی تقویٰ عطا کرنے کے لئے تھی اور تعلیم کے ختم ہونے کے ساتھ ہی اس میں وہ تازگی نہیں رہی، تقویٰ نہیں رہا۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا اسلام کی تعلیم تو ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔ قرآن کریم کے احکامات تو ہمیشہ کے لئے قائم ہیں۔ دوسرے مذاہب کے روزوں میں تو نفسانی خواہشات داخل ہوگئی ہیں۔ ہماری تو تعلیم بھی زندہ ہے اور احکامات بھی اصل حالت میں قائم ہیں۔ پس ہمیں اپنے تقویٰ کے معیاروں کو زندہ رکھنے کے لئے ہمیشہ جدوجہد کرتے چلے جانے کی ضرورت ہے۔ ہمیں تقویٰ کی سیڑھیوں پر قدم رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے، اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کے لئے، اللہ تعالیٰ نے جو بلند سے بلند مقام حاصل کرنے کے لئے راستے دکھائے ہوئے ہیں، انہیں حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں وہ سیڑھیاں بھی مہیا فرمائی ہوئی ہیں جن پر ہم نے چڑھنا ہے۔ جس کی بلندی کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ پس ہم میں سے ہر ایک کو اپنی استعدادوں کے مطابق اُن بلندیوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ایک کے بعد دوسرا قدم بڑھاتے ہوئے اوپر چلتے چلے جانا چاہئے۔ اس کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں خیر امت بنا کر عبادتوں کی بلندیوں کے راستے بھی دکھا دیئے ہیں اور اعمال صالحہ کی بلندیوں کے راستے بھی دکھا دیئے ہیں۔ پس ہم خیر امت تبھی کہلا سکیں گے جب یہ معیار حاصل کرنے والے ہوں گے۔ ایک کے بعد دوسرا معیار حاصل کرنے کی سعی کرتے چلے جائیں گے، کوشش کرتے چلے جائیں گے۔ پس اللہ کی رضا کے حصول کے لئے کئے گئے یہ اعمال ہی ہیں جو تقویٰ کہلاتے ہیں، جس کے حصول کے لئے رمضان کے روزے فرض کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس رمضان میں تقویٰ کے حصول کے لئے مجاہدہ کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: "روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔...... روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اُسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشاء اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدنظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تاکہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کے لئے تسلّی اور سیری کا باعث ہے۔ اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے، انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جاوے"۔

(الحکم جلد 11 نمبر 2 مورخہ 17 / جنوری 1907ء صفحہ 9)

پس یہ ہے روزہ دار کا مقصد جس سے اللہ کا قرب اور تقویٰ حاصل ہوتا ہے اور ایسے بندے کو اللہ تعالیٰ پھر بڑھ کر اپنی آغوش میں لے لیتا ہے، اسے اپنی معرفت عطا فرماتا ہے، اپنے انعامات سے نوازتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: "خدا تعالیٰ کا یہ سچا وعدہ ہے کہ جو شخص صدق دل اور نیک نیتی کے ساتھ اس کی راہ کی تلاش کرتے ہیں وہ ان پر ہدایت اور معرفت کی راہیں کھول دیتا ہے۔ جیسا کہ اس نے خود فرمایا ہے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت:70) یعنی جو لوگ ہم میں ہو کر مجاہدہ کرتے ہیں، ہم ان پر اپنی راہیں کھول دیتے ہیں"۔ فرمایا کہ: "ہم میں سے ہو کر سے یہ مراد ہے کہ محض اخلاص اور نیک نیتی کی بنا پر خدا جوئی اپنا مقصد رکھ کر"۔

(الحکم جلد 8 نمبر 18 مورخہ 31 مئی 1904ء صفحہ 2)

یعنی ان کا مقصد خدا تعالیٰ کی تلاش ہوتا ہے وہ لوگ ہیں جو صحیح کوشش کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ خدا کی رضا کا حصول اپنا مقصد بناتے ہوئے اس رمضان میں سے گزریں اور ہمارے روزے خالصۃً اللہ تعالیٰ کے لئے ہوں اور تقویٰ میں بڑھانے والے ہوں۔ خدا کی معرفت بھی ہمیں حاصل ہو جو مستقل ہماری زندگیوں کا حصہ بن جائے اور ہمیں ہر آن تقویٰ میں بڑھانے والی رہے۔

حضور انور نے خطبہ ثانیہ کے دوران فرمایا۔

اس وقت مَیں چند مرحومین جن کی گزشتہ دنوں میں وفات ہوئی، گو ان کے جنازے ہو گئے ہیں لیکن ان کے لئے اور ان کی اولادوں کے لئے بھی ان کا ذکر کرنا چاہتا ہوں، ان کا بزرگوں سے تعلق ہے۔

ایک تو ہیں محترمہ سعیدہ بیگم صاحبہ۔ یہ حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس مرحوم کی اہلیہ تھیں۔ 94 سال کی عمر میں 5 ستمبر 2007ء کو ان کی وفات امریکہ میں ہوئی۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی خواجہ عبیداللہ صاحب کی بیٹی تھیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ہی ان کا رشتہ حضرت شمس صاحب سے کروایا تھا۔ 1932ء میں ان کا نکاح ہوا تھا۔ ان کی قربانیوں کی مثال دیتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے 1956ء کے لجنہ کے اجتماع کے موقع پر فرمایا تھا کہ ہمارے ایک مبلغ مولوی جلال الدین صاحب شمس ہیں۔ وہ شادی کے تھوڑے عرصے بعد یورپ گئے، یورپ میں تبلیغ کے لئے چلے گئے تھے۔ ان کے واقعات سن کر بھی انسان کو رقت آتی ہے۔ ایک دن ان کا بیٹا گھر آیا اور اپنی والدہ سے کہنے لگا کہ اماں، ابا کسے کہتے ہیں۔ سکول میں سارے بچے ابا ابا کہتے ہیں ہمیں پتہ ہی نہیں کہ ہمارا ابا کہاں گیا ہے۔ کیونکہ وہ بچے ابھی تک تین تین، چار چار سال کے تھے کہ شمس صاحب تبلیغ کے لئے لندن چلے گئے۔ یہاں لندن میں تبلیغ کے لئے رہے ہیں اور جب واپس آئے تو بچے 17-18 سال کے ہو چکے تھے۔ تو انہوں نے بڑی قربانی سے بچوں کو پالا اور بغیر شکوہ لائے پیچھے علیحدہ رہیں۔ اس وقت حالات ایسے تھے مبلغین کی فیملیاں ساتھ نہیں ہوتی تھیں۔ اس زمانے میں مبلغین اور ان کی بیویوں نے بھی بڑی قربانی دی ہوئی ہے۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ بڑی نیک خاتون تھیں۔ منیر الدین صاحب شمس کی والدہ تھیں جو ہمارے وکیل التصنیف ہیں اور ان کے علاوہ بھی چار بیٹے ہیں۔

دوسری خاتون سعیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری ہیں۔ ان کی بھی عمر تقریباً 95 سال تھی۔ 6 ستمبر 2007ء کو وفات ہوئی۔ جنازہ ان کا ہو گیا ہے۔ یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت مولوی محمد عبداللہ صاحب بوتالوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی تھیں۔ ان کا رشتہ بھی حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کہنے پر مولانا ابوالعطاء صاحب سے تجویز کیا تھا اور خود ہی نکاح پڑھایا تھا۔ آپ بھی بڑی نیک عبادت گزار تھیں۔ مولانا عطاء المجیب صاحب راشد جو ہمارے امام مسجد ہیں ان کی والدہ تھیں۔ ان دونوں بزرگوں کا خلافت سے بھی بڑا گہرا تعلق تھا۔ یہ یہاں لندن میں رہتی تھیں اور مجھے ملتی بھی رہتی تھیں۔ ایک عجیب پیار، وفا اور اخلاص کا تعلق ان کی آنکھوں سے جھلکتا تھا۔ آپ 1/8 کی موصیہ تھیں۔

تیسری خاتون ناصرہ بیگم صاحبہ ہیں جو چوہدری سید محمد صاحب کی اہلیہ تھیں، ان کی 84 سال کی عمر میں وفات ہوئی ہے۔ یہ بھی ایک صحابی کی بیٹی تھیں جو موضع ونجواں ضلع گورداسپور میں رہتے تھے۔ ان کا نام چوہدری فقیر محمد صاحب تھا۔ اسے ایک تو ہمارے مبلغ امریکہ ہیں داؤد حنیف صاحب۔ دوسرے ان کے بیٹے یہاں ہیں منور صاحب جو جماعت کے سیکرٹری امور عامہ ہیں۔

یہ سب خواتین بڑی نیک، خلافت سے وفا کا تعلق رکھنے والی، دعا گو بزرگ تھیں۔ اللہ تعالیٰ سب کے درجات بلند فرمائے اور ان کی اولادوں کو بھی ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے اور قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

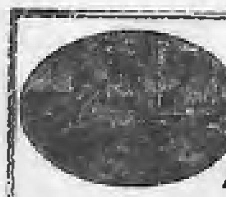
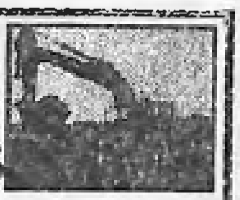
Syed Bashir Ahmed
Proprietor
Aliaa Earth Movers
(Earth Moving Contractor)
Available :
Tata Hitachi, Ex 200, Ex 70, JCB, Dozer, etc. on Hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack - 754221
Tel.: 0671 - 2378266 (R), (M) 9437078266, 9437276659, 9337271174, 9437378063

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں
خالص سونے کے زیورات کا مرکز
الفضل جیولرز
چوک یادگار حضرت اماں جان ربوہ
فون 047-6213649
الیس اللہ بکاف عبدہ
کاشف جیولرز
گولبازار ربوہ
047-6215747

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ یورپ کی مختصر جھلکیاں

ہم اس بات پر اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہیں کہ اس نے ہمیں یہ توفیق دی کہ یہ مسجدیں تعمیر کر رہے ہیں۔ جہاں ہم واحد خدا کے آگے جھکنے والے ہیں وہاں جماعت کی جو اکائی ہے اس کو بھی قائم رکھنے والے بنیں تا کہ اپنے اردگرد کے ماحول میں بھی اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے والے بنیں۔

سینکڑوں احباب جماعت کی اپنے پیارے امام ایدہ اللہ سے انفرادی و فیملی ملاقاتیں۔ گراس گیراؤ میں خطبہ جمعہ۔

آئندہ نیشنل لیول پر اجتماع نہ کیا جائے بلکہ ریجنل لیول پر اجتماعات ہوں۔ نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ جرمنی کے ساتھ میٹنگ میں ان کی کارکردگی کا جائزہ اور اہم ہدایات۔

(رپورٹ مرتبہ: مبارک احمد ظفر۔ ایڈیشنل وکیل المال۔ لندن)

04/ستمبر 2007ء:

آج حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز فجر پونے چھ بجے مسجد بیت السبوح میں پڑھائی۔ آج موسم ابر آلود اور نسبتاً ٹھنڈا ہے۔ آج پروگرام کے مطابق کاسل (Kassel) کے لئے روانگی ہے۔ مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے ملاحظہ والی ڈاک حضور انور کی گاڑی میں رکھوائی۔ حضور انور ساڑھے گیارہ بجے اپنی رہائشگاہ سے تشریف لائے اور گاڑی میں سوار ہونے سے قبل مکرم امیر صاحب جرمنی سے کچھ دیر کے لئے متفرق امور پر گفتگو فرمائی۔ اور پھر اس کے بعد مکرم مبارک احمد صاحب تنویر مبلغ سلسلہ و نائب امیر جرمنی کو روانگی کے بعد ان کے مفوضہ کام کے تعلق میں ہدایات دیں۔ اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی اور قافلہ کاسل کے لئے روانہ ہوا۔ راستے میں بارش ہوئی اور ایک مقام پر درجہ حرارت سات درجہ سنٹی گریڈ تک گر گیا۔

ایک بج کر پندرہ منٹ پر حضور بیت المحمود کاسل پہنچے تو تیز بارش ہو رہی تھی۔ احباب جماعت بارش میں کھڑے اپنے پیارے آقا کے لئے چشم براہ تھے۔ جب حضور انور کی گاڑی رکی تو مرد و خواتین نے اپنے آقا کو اھلاً و سھلاً و مرحبا کہا۔ ایک بچے نے حضور انور کو پھولوں کا گلدستہ پیش کیا اور ایک بچی نے حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کو پھولوں کا گلدستہ پیش کیا اور خواتین نے خوش آمدید کہا۔ اس کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ میں تشریف لے گئے۔ مقامی جماعت نے مہمانوں کے لئے زائد مارکیاں لگا کر انتظام کیا ہوا تھا۔

کاسل (Kassel): تاریخی اعتبار سے کاسل نامی گاؤں کو 1189ء میں شہر کا درجہ دیا گیا۔ 1926ء تک کاسل "C" کے ساتھ لکھا جاتا تھا جبکہ اب "K" کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ یہ شہر تاریخی اعتبار سے دنیا کا مشہور و معروف شہر ہے۔ اس کے مشہور و معروف ہونے کی درج ذیل وجوہات ہیں۔ یورپ میں تعداد کے لحاظ سے سب سے زیادہ فوجی چھاؤنیاں اسی شہر میں ہیں۔ فوجی قلعے اس شہر میں سب سے زیادہ تھے۔ چرچ اس شہر میں سب سے زیادہ ہیں۔ یورپ کا سب سے بڑا پارک، قلعہ، میوزیم اس شہر میں ہے۔ جس کا نام Wilhelmshoe ہے۔ یہ بادشاہ Wilhelm نے اپنے زمانہ میں بنوایا تھا۔ اور پارک میں ہرکولیس کا مجسمہ بھی بنوایا۔ اس قلعہ میں نپولین III کو تین ماہ قید بھی رکھا گیا۔ 1806ء میں نپولین نے اس شہر پر قبضہ کر لیا۔ دوسری جنگ عظیم میں یہ شہر سب سے زیادہ جنگی نشانہ بنا۔ 1943ء میں برطانیہ کی ہوائی فوج نے اس پر حملہ کر کے شہر کی اسّی فیصد آبادی تباہ کر دی۔ کاسل میں یورپ کی اسلحہ کی سب سے بڑی فیکٹری، فوجی ٹینک بنانے کی فیکٹری، ریلوے ٹرین بنانے کی فیکٹری اور کاربن بنانے کی فیکٹری ہے۔

یہ شہر جو ماضی میں جنگ و جدل اور قتل انسانی کا مرکز رہا ہے اس شہر میں مسیح محمدی کے پانچویں خلیفہ نے 2005ء میں خدا کے گھر کی بنا رکھی تھی اور آج اس امن کے سفیر نے خدا تعالیٰ کے اس گھر کی تعمیر مکمل ہونے پر امن و آشتی کے درس کے ساتھ اس کا افتتاح فرمایا۔

افتتاح "مسجد بیت المحمود" کاسل (Kassel): ایک بج کر چالیس منٹ پر حضور انور مسجد بیت المحمود میں تشریف لائے اور مسجد پر لگی ہوئی تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور نماز ظہر پڑھا کر مسجد کا افتتاح فرمایا۔ نماز کے بعد ایک تقریب ہوئی۔ سب سے پہلے حضور انور کی اجازت سے مکرم امیر صاحب نے اس نئی تعمیر ہونے والی مسجد کا مختصر تعارف پیش کیا۔ سو مساجد سکیم کے تحت یہ جگہ نومبر 2003ء میں ایک لاکھ چھتیس ہزار (136000) یورو میں خریدی گئی تھی۔ اگست 2005ء میں حضور انور نے اپنے دست مبارک سے اس کا سنگ بنیاد رکھا تھا۔ پلاٹ کا کل رقبہ 2959 مربع میٹر ہے۔ مسجد کے تین ہال ہیں جو بالترتیب 1x95.56 مربع میٹر اور 1x95.56 مربع میٹر اور 1x63.03 مربع میٹر سائز کے ہیں۔ مسجد کے گنبد کا سائز پانچ میٹر ہے۔ اور کل مسقف ایریا 399.49 مربع میٹر ہے۔ اس میں مجموعی طور پر 450 نمازی نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اس مسجد کا نقشہ مکرم سعید گیسلر صاحب نے ڈیزائن کیا تھا اور مسجد کی تعمیر کی نگرانی مکرم عبدالرحمٰن سعودی صاحب نے کی۔ اس مسجد کا ایک بڑا گنبد اور چار چھوٹے گنبد ہیں جو سفید رنگ کے ہیں۔ مسجد کی بیرونی دیواروں پر نیلے رنگ کا پینٹ کیا ہوا ہے جو بڑا دلکش دکھائی دیتا ہے۔ اس موقعہ پر حضور انور نے اپنے دست مبارک سے مسجد کی تعمیر میں نمایاں کام کرنے والوں میں یادگاری اسناد تقسیم فرمائیں۔ جن خوش نصیب احباب کو حضور انور کے اپنے دست مبارک سے اسناد حاصل کرنے کا شرف حاصل ہوا ان کے نام درج ذیل ہیں:

مکرم حافظ عبدالرشید صاحب، مکرم عبدالغفار صاحب، مکرم وہاب ابراہیم صاحب، مکرم ولید احمد صاحب، مکرم محمد جاوید صاحب، مکرم مبارک احمد صاحب، مکرم محمد ادریس صاحب، مکرم انصر صاحب اور مکرم امتیاز احمد صاحب۔

خطاب برموقعہ افتتاح مسجد المحمود کاسل: موقعہ کی مناسبت سے یہاں حضور انور ...اللہ کے خطاب کا مکمل متن پیش ہے جو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس مسجد کے افتتاح کے موقعہ پر فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد کے بعد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت جرمنی نے اپنی سو مساجد سکیم کے تحت مساجد بنانے میں جو تیزی پیدا کی ہے اس کی وجہ سے میرے ہر دورے پر یا تو مساجد کی بنیاد رکھوائی جاتی ہے یا افتتاح ہو رہا ہوتا ہے۔ ہم اس بات پر اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہیں کہ اس نے ہمیں توفیق دی کہ یہ مسجدیں تعمیر کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے گھر تعمیر کر رہے ہیں۔

مساجد کی کیا اہمیت ہے؟ یہ ہر احمدی کو ہر وقت پیش نظر رکھنا چاہئے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ تمام دنیا، تمام سرزمین میرے لئے مسجد کی طرح بنا دی گئی ہے۔ اس کے معنی ہم یہ کرتے ہیں کہ جب، جہاں بھی مسلمان چاہے نماز پڑھ سکتا ہے۔ ہر جگہ یہ زمین جو اللہ تعالیٰ کی ہے پاک ہے۔ جہاں ادائیگی کا وقت ہو وہاں نماز ادا کی جا سکتی ہے۔ لیکن پھر مساجد کی کیا خصوصیت ہے؟ جو اللہ تعالیٰ کے گھر کی خصوصیات ہیں ان میں سے اہم باتیں یہ ہیں۔ ایک اللہ کی عبادت کی جائے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کا حق ادا کیا جائے۔ یہ بات ہر احمدی کو ہر وقت پیش نظر رکھنی چاہئے کہ صرف مساجد ہی نہیں ہیں جہاں حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا ہونے ہیں بلکہ یہ جو دنیا ہے تمام زمین جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائی ہے اس میں ہر احمدی کو اس مقصد کو پیش نظر رکھنا چاہئے جو اس کی پیدائش کا مقصد ہے کہ عبادت کرنا، خدا تعالیٰ کی یاد کرنا۔ جہاں اس کی عبادت کرنا یاد رہے وہاں اس کے بندوں کی خدمت کرنا بھی اس کو یاد رہے۔

مسجد ایک خاص عمارت اس لئے بنائی جاتی ہے تا کہ ایک سمبل (Symbel) بن جائے، ایک نشان بن جائے حقوق اللہ ادا کرنے کے لئے حقوق العباد ادا کرنے کے لئے۔ وہی اعمال جو انسان عام اپنی زندگی میں کرتا ہے اور کرنے چاہئیں ان کو ایک جگہ جمع ہو کر ادا کیا جائے۔ ایک جگہ جمع ہو کر ادا کرنے کے لئے دعا کی جائے تا کہ اس میں ایک مضبوطی پیدا ہو۔ جماعت ایک ہو کر ایک طرف چلنے والی ہو۔ ایک جگہ جمع ہو کر اللہ کے حضور اپنی دعاؤں میں گڑگڑانے میں زیادہ شدت پیدا کرے اور یہ اظہار ہو کہ ہم ایک ہو کر اب اے خدا تیری عبادت کرنے والے بھی بنیں گے اور بن رہے ہیں۔ ان کا حلقہ صرف ایک مسجد محمود ہی نہیں ہے بلکہ یہ تمام دنیا ہے۔ اور تیرے دوسرے احکامات پر عمل کرنے والے بنیں گے اور بن رہے ہیں جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تمام دنیا میرے لئے مسجد، تمام زمین میرے لئے عبادت کی جگہ بنا دی گئی ہے۔ اس میں صرف یہ (بات) ہے کہ دنیا میں انفرادی طور پر ایک خاندان اپنے طور پر ایک گھر اپنے طور پر عبادت کر رہا ہے۔ ایک جگہ اکٹھے ہو کر، جمع ہو کر ہر خاندان، ہر ملک کا باشندہ ایک دوسرے کے حقوق ادا کر رہا ہے اور جیسا کہ امیر صاحب نے بتایا کہ اس جگہ کو، اس شہر کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ یہاں مختلف ممالک کے لوگ جمع ہیں۔ عرب بھی ہیں، افریقن بھی، ایشین بھی یورپین بھی ہیں تو یہ سب جمع ہو کر ایک عہد کرتے ہیں کہ صرف انفرادی طور پر ہی نہیں یا ایک گھر کے افراد کے طور پر ہی نہیں یا ایک خاندان کے طور پر نہیں بلکہ ہم جمع ہو گئے ہیں ایک جماعت کے طور پر اور اب ہم نے اپنی عبادات کو بھی، اپنے حقوق کو بھی ایک دھارے میں ڈال لیا ہے اور اسے ڈھالنے کے لئے ہم اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوئے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس اکائی، اس وحدانیت کو قائم رکھے اور جہاں ہم واحد خدا کے آگے جھکنے والے ہیں وہاں جماعت کی جو اکائی ہے اس کو بھی قائم رکھنے والے بنیں تا کہ پھر Streamline ہو کر، ایک دھارا بن کر ہم اردگرد اپنے ماحول میں بھی اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے والے بنیں۔ اس تاثر کو دنیا میں غلط ثابت کرنے والے بنیں کہ اسلام میں شدت پسندی یا سختی یا جبر ہے اور اس پیغام کو پھیلانے والے بنیں کہ ان میناروں سے جو مسجد کے مینارے ہیں اس عمارت سے جو مسجد کے لئے مخصوص کی گئی ہے روشنی کا، محبت کا اور امن کا پیغام ہر جگہ پھیلتا ہے اور یہ بات ہمارے عمل سے بھی ظاہر ہو رہی ہو کہ کس طرح ہم ایک جگہ اکٹھے ہوتے ہیں۔ دعا کرتے ہیں، اپنی عبادات کو اور اپنے اعمال کو ایک خدا کی خاطر ڈھالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب یہ پیغام دعا کے ساتھ آپ دنیا کو پہنچائیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو اس ماحول میں جہاں مختلف قومیتوں کے لوگ آباد ہیں، جماعت میں بھی بڑی تیزی سے اسلام کی خوبصورت تعلیم اور حسین تعلیم کا پیغام پہنچنا شروع ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو توفیق دے کہ اس سوچ کے ساتھ اپنی اس مسجد کو آباد رکھیں۔ آپس کے تعلقات بھی ٹھیک ہوں۔ آپ کی عبادتوں کے معیار بھی بڑھیں اور آج کل کا ماحول آپ سے جو مطالبہ کر رہا ہے، جہاں ہر ایک دنیاداری کی طرف پڑا ہوا ہے اور اپنے خدا کو بھول گیا ہے اس کو بھی ایک خدا کے آگے لانے والے اور اس کے آگے جھکانے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے۔

خطاب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی اور تمام احباب جماعت جو وہاں موجود تھے ان کو شرف مصافحہ بخشا اور بچوں میں چاکلیٹ تقسیم فرمائے۔ حضور انور مستورات کی طرف بھی تشریف لے گئے۔ اپنے آقا کو وہاں موجود پا کر بچیوں نے دلکش ترانے اور نغمے گائے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچیوں میں بھی چاکلیٹ تقسیم فرمائے۔

حضور انور نے عمارت کا تفصیلی معائنہ فرمایا اور پھر اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔ تین بج کر پینتالیس منٹ پر حضور انور نے ایک پودا لگایا اور اس کے بعد دوبارہ مسجد محمود میں تشریف لے گئے۔ وہاں عہدیداران کو فوٹو بنوانے کا

شرف عطا فرمایا۔ چار بج کر پچیس منٹ پر مسجد بیت المقیت Wabem کی طرف روانگی ہوئی۔ کاسل سے وابن قریباً دس کلومیٹر کی مسافت پر ہے۔ روانگی سے پہلے سڑک کی ایک طرف خواتین اور بچیاں اور دوسری طرف احباب جماعت کھڑے ہوگئے۔ بچیوں نے ترانے پڑھے اور احباب نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی اور اپنی گاڑی میں سوار ہوگئے۔ اس طرح حضور انور اپنے اہل قافلہ کے ہمراہ اپنے عشاق کے درمیان سے گزرے اور احباب نے ہاتھ ہلا ہلا کر اپنے آقا کو الوداع کیا۔ موسم کی شدت کے باوجود مرد وخواتین، بچے، بوڑھے اور نوجوان اپنے آقا کی موجودگی کا فیض پانے کے لئے ہمہ وقت وہاں موجود رہے۔

مسجد بیت المقیت وابن(Wabem) آمد: اس وقت شام کے پانچ بج چکے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے قافلے کی گاڑیاں موٹر وے سے نیچے اتریں۔ مسجد کا خوبصورت مینارہ اور گنبد دور سے ہی نظر آنے لگ گیا ہے۔ اس وقت بادل چھٹنے سے موسم بڑا خوشگوار ہوگیا ہے۔ اپنے آقا کا استقبال کرنے کے لئے مرد وخواتین، بچے، بوڑھے اور جوان مسجد سے باہر موجود ہیں۔ حضور انور اپنی گاڑی سے باہر تشریف لائے۔ ایک بچے نے حضور انور کی خدمت میں پھولوں کا گلدستہ پیش کیا جبکہ ایک بچی نے حضرت سیدہ بیگم صاحبہ مدظلہا کو پھولوں کا گلدستہ پیش کیا۔ احباب جماعت نے بڑے والہانہ انداز میں حضور انور کو اھلاً وسہلاً کہا۔ بچیوں نے دلکش ترانے گائے اور جرمنی کے پرچم کے رنگوں پر مشتمل غبارے بھی فضا میں چھوڑے جو بہت خوبصورت منظر پیش کر رہے ہیں۔

افتتاح "مسجد بیت المقیت": حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد سے باہر لگی ہوئی تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور اس کے بعد مسجد کے اندر تشریف لے گئے۔ مسجد کے بعض حصوں کا جائزہ لے کر نماز عصر پڑھائی اور مسجد کا افتتاح فرمایا۔ نماز کے بعد حضور انور کی اجازت سے باقاعدہ ایک تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ مکرم باسط احسن صاحب نے سورۃ البقرۃ کی آیت 128 تا 130 کی تلاوت کی اور جرمن ترجمہ پیش کیا۔ اس کا اُردو ترجمہ مکرم مشہود احمد ظفر صاحب مبلغ سلسلہ نے پیش کیا۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب جرمنی نے اس مسجد کے بارہ میں مختصر تعارف کرواتے ہوئے کہا کہ آج وہ دن آگیا ہے جب ہم یہاں دوبارہ حضور انور کی موجودگی میں جمع ہوئے ہیں۔ اس پر ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ اس مسجد کی تعمیر پر وقت زیادہ لگا ہے لیکن مَیں اس بات کا گواہ ہوں کہ اس کی تعمیر میں کچھ تکنیکی مسائل تھے۔ یہ چھوٹی سی جماعت ہے۔ اس مسجد کی تعمیر میں ہمیں مخالفت کا بھی سامنا کرنا پڑا لیکن یہ مخالفت کھل کر نہیں ہوئی بلکہ پس پردہ تھی۔ بہر حال جماعت نے اسے Face کیا اور اس کے اچھے نتائج نکلے۔

یہ مسجد اپنی طرز تعمیر کے لحاظ سے منفرد ہے جو Clay یعنی مٹی کی چھوٹی اینٹوں سے بنائی گئی ہے اس کی تعمیر میں کسی کنسٹرکشن کمپنی کی خدمات نہیں لی گئیں بلکہ تمام کام احمدی کاریگروں نے خود ہی کیا ہے۔ جس جگہ یہ مسجد تعمیر کی گئی ہے۔ ستمبر 2003ء میں یہ جگہ 53,589 یورو میں خریدی گئی تھی۔ مئی 2003ء میں اس کی باقاعدہ تعمیر کی اجازت ملی۔ پلاٹ کا رقبہ تین ہزار مربع میٹر ہے جس میں سے 337 مربع فٹ مسقف حصہ ہے۔ ایک مینارہ جس کی بلندی 8.50 میٹر اور گنبد 9 مربع میٹر ہے۔ اس مسجد میں 220 افراد بیک وقت نماز ادا کر سکتے ہیں۔

تقریب تقسیم اسناد: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس مسجد کی تعمیر میں نمایاں کام کرنے والے افراد کو از راہ شفقت یادگاری اسناد عطا کیں۔ جن خوش نصیبوں کو حضور انور کے اپنے دست مبارک سے اسناد حاصل کرنے کی سعادت ملی ان کے نام درج ذیل ہیں۔

مکرم محمد اسحٰق صاحب، مکرم جمیل احمد صاحب، مکرم ظہور احمد صاحب، مکرم محمود احمد صاحب، مکرم خالد محمود اعوان صاحب، مکرم محمد احسن ساجد صاحب، مکرم عامر فیضان صاحب، مکرم طارق جاوید صاحب، مکرم تنویر احمد صاحب، مکرم ریاض احمد صاحب، مکرم طارق ریاض ملک صاحب اور مکرم وقاص احمد صاحب۔

خطاب برموقع افتتاح مسجد بیت المقیت: اس مسجد کی افتتاحی تقریب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطاب کا مکمل متن حسب ذیل ہے:

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا (الجن: 19) کہ مسجدیں یقیناً اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ اس کی عبادت کے لئے ہیں۔ اس کے علاوہ ان میں اور کسی کی عبادت نہیں ہونی چاہئے۔ کسی اور کو نہ پکارو۔ یہ ہمیں ہر وقت اس بات کی یاد دہانی کروانے کے لئے ہے کہ جب بھی آپ مسجد میں پاک صاف ہو کر آتے ہیں جیسا کہ اور جگہ حکم ہے تو خالصتاً اللہ کی عبادت کے لئے آنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وضو کرتے ہیں، کپڑے صاف ہوتے ہیں۔ ذہن صاف ہونا چاہئے اور جب مسجد میں آئیں تو خالصتاً اس لئے آئیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اور اس میں صرف اور صرف اگر کوئی کام کرنا ہے تو اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے، ذکر الٰہی ہے، اس کو یاد کرنا ہے۔ اس لئے کوئی ایسی بات، کوئی ایسا کام، کوئی ایسی حرکت یہاں نہیں ہونی چاہئے (جو ناپسندیدہ ہے)۔ بعض دفعہ بعض ایسی مجالس ہوتی ہیں جہاں بعض تلخیاں آپس میں، لوگوں میں پیدا ہو جاتی ہیں اور پھر مسجد کا تقدس قائم نہیں رہتا۔ اس لئے ہمیشہ ہر احمدی کو، ہر اس شخص کو جو مسجد میں آتا ہے یہ خیال رکھنا چاہئے کہ ہم ایک واحد خدا کی عبادت کرنے کے لئے، اس کو یاد کرنے کے لئے اور جماعت میں وحدانیت کو پیدا کرنے کے لئے جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے لئے آئے ہیں اور یہی سبق پھر آپ کا اس مسجد سے باہر نکلنا چاہئے۔ یہی پہچان آپ کے اپنے ماحول میں ہونی چاہئے اور یہی چیز ہے جس سے اردگرد کے ماحول میں لوگوں کو بھی آپ کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔ جو لوگ مساجد سے، مسلمانوں سے آج کل خوفزدہ ہیں ان کے خوف دور کرنے ہوں گے۔ یہ گنبد اور مینارے جب امن اور سلامتی کی روشنی بکھیر رہے ہوں گے تو قدرتی طور پر جو لوگوں کے خیالات تھے، جو خوف تھے دور ہوتے چلے جائیں گے۔ اس لئے آپ نے اس علاقے میں وحدانیت کا جو یہ سمبل بنایا ہے اس کا اظہار ہر احمدی کے عمل سے بھی ہونا چاہئے۔ اور یہ عمل ہے جو پھر انشاء اللہ احمدیت کو اور اسلام کے پیغام کو علاقے میں پھیلانے کا باعث بنے گا۔ اللہ کرے کہ آپ خالصتاً اللہ کے لئے خاص ہو کر اس کی عبادت کرنے والے ہوں اور آپس میں بھی ایک دوسرے کے حقوق ادا کرتے ہوئے اس میں ایک بھائی چارے اور محبت اور پیار سے رہنے والے ہوں اور پھر اس وجہ سے اس ماحول میں بھی، اس علاقہ میں بھی یہ خوبصورت اور حسین پیغام جو اسلام کا ہے اس کو پھیلانے والے بنیں"۔

دونوں مساجد کے افتتاحی خطاب حضور انور ایدہ اللہ نے اردو میں ارشاد فرمائے تھے اور ان کا اس وقت جرمن زبان میں ترجمہ نہ ہو سکا لہٰذا حضور انور نے مکرم سعید احمد صاحب لوکل امیر کاسل کو ہدایت فرمائی کہ بعد میں ان کا ترجمہ کروا دیں۔ اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی اور پھر مستورات والے ہال میں تشریف لے گئے جہاں بچیوں نے نغمے اور ترانے پڑھے۔ حضور انور نے تعمیراتی کام کا تفصیلی معائنہ فرمایا اور پھر مسجد کے مردانہ حصے میں آکر مکرم سعید گیسلر صاحب کو بعض تکنیکی امور کے تعلق میں ہدایات سے نوازا۔ حضور انور نے تمام احباب سے مصافحہ فرمایا اور بچوں میں چاکلیٹ تقسیم کئے اور اس کے بعد عہدیداران کو گروپ فوٹو کی سعادت بخشی۔ پھر حضور انور نے ایک مارکی میں تمام احباب جماعت کے ساتھ رونق افروز ہو کر چائے نوش فرمائی۔ چھ بج کر دس منٹ پر قافلہ بیت السبوح فرینکفورٹ کے لئے روانہ ہوا۔ روانگی سے قبل حضور انور نے دعا کروائی۔ ساڑھے سات بجے کے قریب بیت السبوح میں آمد ہوئی اور نو بجے حضور انور نے مسجد بیت السبوح میں نماز مغرب وعشاء پڑھائیں۔ پھر حضور انور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔ اس عرصہ کے دوران جمع ہونے والی ڈاک مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے ملاحظہ کے لئے حضور انور کی رہائشگاہ پر بھجوائی۔

05/ستمبر 2007ء:

آج حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز فجر 5:45 بجے مسجد بیت السبوح میں پڑھائی۔

ملاقاتیں: آج حضور انور کا دن ملاقاتوں میں گزرا۔ گیارہ بجے حضور انور دفتر تشریف لائے اور ایڈیشنل وکیل المال کو مالی امور کے بارہ میں ہدایات سے نوازا۔ آج ملاقاتوں کا پہلا دور نماز ظہر وعصر تک جاری رہا۔ حضور انور نے نماز ظہر وعصر 2:10 منٹ پر مسجد بیت السبوح میں پڑھائی۔ اور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

ملاقاتوں کا دوسرا دور 5:30 بجے سے لے کر نماز مغرب وعشاء تک جاری رہا۔ آج مجموعی طور پر 107 خاندانوں کے 440 حاجت مند مرد وزن جن میں بچے، بوڑھے، نوجوان شامل تھے کو حضور انور نے ملاقات کا شرف عطا کر کے ان کی حاجت روائی فرمائی۔

ان ملاقاتوں میں ایک جرمن غیر مسلم معمر خاتون بھی شامل تھیں جو پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے مل چکی تھیں اور اب یہ درخواست کر کے ملاقات کے لئے حاضر ہوئی تھیں کہ مَیں نے آپ کے پانچویں خلیفہ سے بھی ملاقات کرنی ہے۔ چنانچہ آج یہ بھی حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر حضور انور کی مسیحائی سے فیضیاب ہوئیں۔ ملاقات کے بعد بڑی خوش وخرم اور مطمئن دکھائی دے رہی تھیں۔

حضور انور نے شعبہ وصایا جماعت احمدیہ جرمنی کے کارکنان کو بھی ملاقات کا شرف عطا فرمایا۔ دوران ملاقات مکرم اکرام اللہ چیمہ صاحب سیکرٹری وصایا جرمنی نے حضور انور کی خدمت میں عرض کی کہ دعا کریں کہ اب ہم 70 فیصد چندہ دہندگان کو نظام وصیت میں شامل کر لینے کی خوشخبری سنانے کی توفیق پائیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا 70 فیصد کیوں 100 فیصد کیوں نہیں؟ حضور انور نے کارکنان کو تصویر بنوانے کا بھی شرف بخشا۔

نماز مغرب وعشاء مسجد بیت السبوح میں پڑھانے کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔ اس عرصہ کے دوران جمع ہونے والی ڈاک پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے تیار کر کے حضور انور کے ملاحظہ کے لئے رہائشگاہ پر بھجوائی۔ آج موسم ابر آلود رہا۔ کبھی کبھی دھوپ بھی نکلتی رہی۔ ہوا میں خنکی تھی اور درجہ حرارت 12 سینٹی گریڈ رہا۔

06/ستمبر 2007ء:

آج حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز فجر 5:45 بجے مسجد بیت السبوح میں پڑھائی۔

حضور انور کا نماز ظہر وعصر تک کا وقت دفتری امور کی انجام دہی میں گزرا۔ 1:50 منٹ پر حضور انور نے مسجد بیت السبوح میں تشریف لا کر نماز ظہر وعصر پڑھائیں۔

ملاقاتیں: 5:30 پر حضور انور دفتر تشریف لائے اور جرمنی، کینیڈا، کوسوو اور پاکستان سے آئے ہوئے 48 خاندانوں کے 215 مرد وزن نے جن میں بچے، بوڑھے اور نوجوان شامل تھے اپنے پیارے آقا کے دیدار سے مشرف ہو کر اپنی تشنہ روحوں کی پیاس بجھائی۔ ملاقاتوں کا یہ سلسلہ نماز مغرب وعشاء تک جاری رہا۔ اس دوران حضور انور نے مکرم منیر احمد صاحب جاوید پرائیویٹ سیکرٹری کو لندن واپسی کے سفر کے بارہ میں ہدایات دیں۔ نو بجے حضور انور نے مسجد بیت السبوح میں نماز مغرب وعشاء پڑھائیں۔ اور اس کے بعد اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے اور اس عرصہ کے دوران مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے جمع ہونے والی ڈاک تیار کر کے حضور انور کے ملاحظہ کے لئے رہائشگاہ پر بھجوائی۔

آج بھی آسمان پر بادل رہے اور کبھی دھوپ۔ ہوا میں خنکی رہی اور درجہ حرارت 14 سینٹی گریڈ رہا۔

07/ستمبر 2007ء:

آج حضور انور نے نماز فجر 5:45 پر مسجد بیت السبوح میں پڑھائی اور آج ڈیڑھ بجے دوپہر تک حضور کا وقت دفتری مصروفیات میں گزرا۔

گروس گیراؤ کے لئے روانگی: آج جمعۃ المبارک ہے اور نماز جمعہ کا انتظام گیراس گیراؤ Martin Buber سکول کے ہال میں کیا گیا ہے۔ یہ وہی ہال ہے جہاں حضور انور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے گذشتہ عید الاضحیٰ کا خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔ گراس گیراؤ صوبہ Hessen کا ایک ضلع ہے جو کہ فرینکفرٹ سے قریباً ۵۰ کلومیٹر اور من ہائم سے ۱۵ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس جماعت کا شمار جرمنی کی بڑی جماعتوں میں ہوتا ہے۔

ایک بج کر سینتیس منٹ پر حضور انور کا قافلہ گروس گیراؤ کے لئے روانہ ہوا۔ اس شہر کی مقامی پولیس نے حضور انور کے قافلہ کو شہر میں داخل ہونے سے پہلے ہائی وے سے ریسیو کیا۔ جیسے ہی حضور انور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی گاڑی آٹوبان 67 سے اتری تو پولیس کی ایک گاڑی نے آگے اور دوسری نے قافلے کے آخر پر چلنا شروع کر دیا اور اس طرح پولیس قافلے کو Escort کرتے ہوئے نماز ہال کی طرف روانہ ہوئی۔ راستے میں ٹریفک کی ریڈ لائٹس

پر پولیس ہوٹر بجا کر راستہ بناتی رہی تا کہ قافلہ بروقت اپنی منزل تک پہنچ سکے۔

خطبہ جمعہ: 2:15 منٹ پر حضور انور نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ جرمنی کے کامیاب انعقاد اور جلسہ کے حسن انتظام کا تفصیل سے ذکر فرمایا اور جماعت کو نصیحت فرمائی کہ جلسہ سالانہ کی کامیابی ڈیوٹی دینے والے کارکنان کے لئے خوشی کا موجب ہوتی ہے اور اس خوشی کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ اللہ کے آگے مزید جھکنے والے بنیں۔ فرمایا کہ اگر ہم اللہ کا شکر گزار بندہ بنے رہیں گے تو اس کے انعام پہلے سے بڑھ چڑھ کر نازل ہوں گے۔

حضور انور نے پاکستان میں جلسہ منعقد ہونے کی توقع کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ انشاء اللہ جب پاکستان میں جلسہ ہوگا تو اتنا وسیع ہوگا کہ یو کے اور جرمنی کے جلسوں سے دس گنا بڑا ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا کہ اپنے اندر اطاعت نظام کا جذبہ پہلے سے بڑھکر پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ ہر احمدی اللہ سے تعلق کے معیار کو بلند سے بلند کرنے کی کوشش کرے، اطاعت کے اعلیٰ نمونے دکھائے۔ اطاعت خلافت، اطاعت نظام سے منسلک ہے۔

فرمایا کہ ہمیشہ یہ یاد رکھیں کہ جماعتی نظام ایک مرکزی نظام ہے جو ذیلی تنظیموں پر فوقیت رکھتا ہے اور یہ سب سے بالا نظام ہے۔ جماعت کا ہر ممبر ایک احمدی کی حیثیت سے جماعت کے مرکزی نظام کا پابند ہے۔ فرمایا کہ اگر ہنگامی طور پر کوئی جماعتی پروگرام بن جاتا ہے تو جماعتی تنظیموں کو اپنے پروگرام اس کے مطابق ایڈجسٹ کرنے چاہئیں۔ فرمایا کہ حلقوں میں جو ماہانہ اجلاس ہوتے ہیں ان میں لجنہ کو بلوایا جاتا ہے۔ ان اجلاسات میں انہیں بلانے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی ان کا شامل ہونا ضروری ہے۔ البتہ اگر کوئی مرکزی پروگرام ہوں تو ان میں لجنہ کو شامل ہونا چاہئے۔ اس کے علاوہ لجنہ جو اپنے جلسے کرتی ہیں ان میں سب کو شامل ہونا چاہئے۔

اپنے خطبہ میں حضور انور نے جرمن احمدیوں اور نومبائعین سے اپنی ملاقات کے حوالے سے ان کے اخلاص اور تقویٰ کا بھی ذکر فرمایا نیز حضور انور نے عورتوں کو خاموشی سے جلسہ کی کارروائی سننے کی بھی نصیحت کرتے ہوئے متنبہ فرمایا کہ اگر وہ جلسوں کے دوران باتیں کرنے سے باز نہ آئیں تو آئندہ ان کو جلسہ منعقد کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی یا اگر ان کا جلسہ ہوا تو میں اس میں شامل نہیں ہوں گا۔

(حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ کا مکمل متن الفضل انٹرنیشنل کے شمارہ 28 رستمبر 2007ءمیں ملاحظہ فرمائیں۔)

نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد حضور بیت السبوح کے لئے روانہ ہوئے۔ واپسی پر بھی پولیس کی دونوں گاڑیوں نے حضور انور کے قافلے کو Escort کرتے ہوئے بغیر کسی رکاوٹ کے ہائی وے تک پہنچایا

نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ جرمنی کے ساتھ میٹنگ: 5:18 پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لجنہ اماء اللہ کے دفتر میں تشریف لائے۔ سب سے پہلے حضور انور نے جنرل سیکرٹری سے گزشتہ میٹنگ میں دی جانے والی ہدایات پر عملدرآمد کے بارے میں استفسار فرمایا۔ اس کے بعد حضور انور نے شعبہ وار جائزہ لیا اور ضروری ہدایات سے نوازا۔ حضور انور نے فرمایا کہ فرینکفرٹ کو ایک ماڈل بنائیں اور اس پر محنت کریں۔ یا یہ کہ کوئی اور مجلس لے لیں جو ایکٹو ہو اسے ماڈل بنائیں۔

حضور انور نے تربیت اور پردہ کے حوالے سے ہدایت کی کہ پانچ اور چھ سال تک کی عمر کی بچیوں کو مناسب لباس پہننے اور خصوصاً آٹھ سال تک کی بچیوں کو سر ڈھانکنے کی عادت ڈالنی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ مَیں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ نیشنل لیول پر اجتماع نہ کیا جائے بلکہ ریجنل لیول پر اجتماعات ہوں اور لجنہ کو بتایا جائے کہ یہ ان کے بے جا شور کرنے پر ہوا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ نیشنل صدر لجنہ اور سیکرٹری تربیت دورہ جات کریں اور پھر جائزہ لیں تب جا کر اصلاح کا طریق واضح ہو سکے گا۔ یہ میٹنگ 55 منٹ تک جاری رہی۔

ملاقاتیں: 6:15 منٹ پر انفرادی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج ملاقاتوں کا آخری دن تھا اور 41 خاندانوں کے 171 افراد نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی اور ملاقاتوں کا یہ سلسلہ نماز مغرب تک جاری رہا۔ اس دوران حضور انور نے بعض دفتری امور کے بارے میں متعلقہ سٹاف کو ہدایات بھی دیں۔ نمازوں سے قبل شعبہ جائیداد بیت السبوح کے کارکنان کو حضور انور نے شرف مصافحہ بخشا۔ آج ملاقاتوں کا آخری دن تھا۔ اس دورہ میں جرمنی کے علاوہ 28 ممالک کے احمدی، غیر احمدی اور غیر مسلم لوگ حضور انور سے ملاقات کر کے دیدار سے مشرف ہوئے۔ ملاقاتوں کے انتظام میں مکرم ڈاکٹر محمود احمد طاہر صاحب نائب امیر جرمنی اور ان کے دو نائبین مکرم غلام مصطفیٰ صاحب اور محمد صادق پرویز صاحب نیز بعض دیگر نوجوانوں کو خدمت کی سعادت نصیب ہوئی۔

9:00 بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت السبوح میں نماز مغرب وعشاء پڑھائیں اور اس کے بعد اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

8 رستمبر 2007ء:

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز فجر صبح 5:45 پر مسجد بیت السبوح میں پڑھائی۔

روانگی برائے انگلستان: آج انگلستان کے لئے واپسی کا دن ہے اور صبح سے ہی لوگ اپنے پیارے آقا کو الوداع کہنے کے لئے بیت السبوح میں جمع ہونے لگے ہیں۔ 9:35 پر حضور انور اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور دورویہ کھڑے جم غفیر میں سے سلام کرتے ہوئے گزر کر اپنے عشاق کے عین درمیان میں آکر رونق افروز ہوئے۔ دست دعا اٹھائے اور دعا کے بعد اپنی گاڑی میں سوار ہوئے۔ خلافت احمدیہ کے پروانوں کی آنکھیں اداسی کے آنسوؤں سے نم ہیں اور وہ ہاتھ ہلا کر اپنے آقا کو الوداع کر رہے ہیں۔ قافلہ نے فرانس Calay بندرگاہ کی طرف رخت سفر باندھا۔ Calay پہنچنے کے لئے بیلجیئم اور ہالینڈ سے گزر کر جانا پڑتا ہے۔ گھنٹہ بھر کی مسافت کے بعد قافلہ ایک پٹرول پمپ پر رکا۔ قریباً پندرہ منٹ تک یہاں قیام ہوا۔ اس دوران حضور انور امیر صاحب جرمنی کے ساتھ چہل قدمی کرتے ہوئے جرمنی کے مختلف انتظامی امور پر گفتگو فرماتے رہے۔ یہاں سروسز پر کام کرنے والے ایک احمدی کو حضور انور سے مصافحہ کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ اس طرح اچانک سرِ راہ خلیفۃ المسیح سے شرف مصافحہ کی سعادت پانا ایک احمدی کے لئے عید سے کم خوشی کا موجب نہیں ہوتا۔ ایں سعادت بزور بازو نیست۔

قافلہ نے اپنی منزل کی طرف دوبارہ سفر شروع کیا اور تقریباً تین گھنٹے کی مسافت کے بعد ایک سروسز پر حسب پروگرام پڑاؤ ڈالا۔ یہاں جماعت جرمنی نے کھانے کا انتظام کیا ہوا ہے۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد کھلے میدان میں نماز ظہر و عصر حضور انور نے باجماعت پڑھائیں اور نمازوں کے بعد حضور انور امیر صاحب جرمنی کو فرینکفرٹ میں ایک رہائشی یونٹ بنانے کی ہدایات دینے کے بعد اپنی گاڑی پر سوار ہوئے۔ قریباً سوا گھنٹے کی مسافت طے کرنے کے بعد فرانس کی بندرگاہ کیلے پہنچے۔ جماعت جرمنی سے ساتھ آئے ہوئے قافلہ نے یہاں سے اپنے محبوب سے جدا ہونا ہے۔ ایک بڑی جذباتی کیفیت ہے۔ حضور انور اپنی گاڑی سے باہر تشریف لائے اور مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب (امیر جماعت جرمنی)، مکرم زبیر خلیل صاحب (افسر جلسہ سالانہ و نائب امیر جرمنی)، مکرم ڈاکٹر محمود احمد طاہر صاحب (نائب امیر جرمنی)، مکرم مولانا حیدر علی ظفر صاحب (مبلغ انچارج جرمنی)، مکرم عدیل احمد عباسی صاحب (جنرل سیکرٹری)، مکرم زاہد یحییٰ صاحب (اسسٹنٹ جنرل سیکرٹری)، مکرم مظفر عمران صاحب (صدر مجلس خدام الاحمدیہ)، مکرم فیضان اعجاز صاحب (مہتمم عمومی)، مکرم وجاہت مرزا صاحب (ناظم حفاظت خاص)، مکرم عبداللہ سپرا صاحب اور تیس خدام پر مشتمل ڈیوٹی ٹیم کو شرف مصافحہ بخشا۔

اس کے بعد امیگریشن کے تمام مراحل سے گزرتے ہوئے قافلہ فیری ٹرمینل پہنچا۔ اس دوران حضور انور اپنی گاڑی سے باہر تشریف لائے۔ اپنے قافلہ ممبران سے گفتگو فرمائی اور ویڈیو کیمرہ سے ساحل سمندر کے مناظر کی تصویر کشی فرمائی۔ P&O کی فیری Pride of Burgundy یورپین وقت کے مطابق 4:55 پر کیلے سے روانہ ہو کر لندن وقت کے مطابق 5:30 پر Dover پہنچی۔

Dover بندرگاہ پر مرکزی و مقامی جماعت ہائے احمدیہ یو کے کے عہدیداران جن میں مکرم عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر، مکرم میجر محمود احمد صاحب افسر حفاظت، مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت انگلستان، مکرم ظہور احمد صاحب دفتر پرائیویٹ سیکرٹری اور ان کے علاوہ خدام الاحمدیہ کی حفاظتی ٹیم نے حضور انور کا استقبال کیا۔ حضور اپنی گاڑی سے باہر تشریف لائے اور استقبال کے لئے آئے ہوئے احباب کو شرف مصافحہ بخشا اور اس کے بعد قریباً پندرہ منٹ تک امیر صاحب انگلستان سے مختلف انتظامی امور پر گفتگو فرماتے رہے۔

مسجد فضل لندن میں ورود مسعود اور والہانہ استقبال

Dover سے 6:00 بجے مسجد فضل لندن کے لئے روانگی ہوئی اور 7:25 پر حضور انور کی گاڑی مسجد فضل کے گیٹ پر پہنچی۔ مسجد فضل کا احاطہ لوائے احمدیت اور برطانیہ کے قومی پرچموں سے سجا ہوا ہے اور مرد و زن، بچے بوڑھے اور نوجوان کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ بچے اور بچیاں ترانے پڑھ کر اپنے امام کو خوش آمدید کہہ رہے ہیں۔ حضور اپنی گاڑی سے باہر تشریف لائے اور مسجد کے گیٹ سے ہی پیدل چلتے ہوئے احباب و خواتین کو ہاتھ ہلا کر ان کے پرجوش استقبال کا جواب دیا۔ دو بچوں نے حضور انور اور حضرت سیدہ امۃ السبوح صاحبہ کو گلدستے پیش کئے۔ حضور انور نے مکرم عطاء المجیب راشد صاحب سے ملے اور ان کی والدہ کی وفات پر تعزیت فرمائی۔ اس کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ میں تشریف لے گئے۔

اس سفر کے دوران جاتے ہوئے مسجد فضل لندن سے لے کر بیت السلام فرانس تک حضور انور کی گاڑی مکرم سخاوت علی باجوہ صاحب کو ڈرائیو کرنے کی سعادت ملی جبکہ مسجد بیت السلام فرانس سے لے کر نن سپیٹ ہالینڈ تک حضور انور کی گاڑی مکرم محمود احمد خان صاحب کو ڈرائیو کرنے کا اعزاز نصیب ہوا۔ مکرم بشیر احمد صاحب بذریعہ ہوائی جہاز مورخہ 21 راگست 2007ء کو حسب پروگرام ہالینڈ آ کر قافلے میں شامل ہوئے اور پھر یہاں سے انگلستان واپسی تک کا باقی تمام راستہ ان کو حضور انور کی گاڑی ڈرائیو کرنے کی سعادت ملی۔

ممبران قافلہ: اس سفر کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے قافلے میں جن خوش نصیبوں کو شامل ہونے کی سعادت ملی ان کے نام درج ذیل ہیں؛

حضرت سیدہ امۃ السبوح صاحبہ (حرم حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) مکرم صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب۔ مکرمہ صاحبزادی ہبۃ الرؤوف صاحبہ۔ مکرم فاتح احمد صاحب ڈاہری۔ مکرمہ صاحبزادی امۃ الوارث فرح صاحبہ۔ عزیزم منصور احمد ڈاہری صاحب۔ عزیزہ یسریٰ صاحبہ۔ مکرم منیر احمد جاوید صاحب (پرائیویٹ سیکرٹری)۔ مکرم بشیر احمد صاحب (اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری)۔ مکرم میر محمد احمد صاحب (نائب افسر حفاظت)۔ مکرم ناصر سعید صاحب۔ مکرم محمود احمد خان صاحب۔ مکرم سخاوت علی باجوہ صاحب۔ مکرم نصیر الدین ہمایوں صاحب۔ مکرم عبدالقدوس صاحب۔ مکرم طاہر حسنین صاحب۔ مکرم شمس ندیم امینی صاحب۔ (انہوں نے اپنی گاڑی کے ساتھ سفر کے دوران اپنی خدمات پیش کیں)۔ مکرم مرزا عبدالوحید صاحب۔ (انہوں نے بھی اپنی گاڑی کے ساتھ سفر کے دوران اپنی خدمات پیش کیں)۔ خاکسار مبارک احمد ظفر (ایڈیشنل وکیل المال)

اس کے علاوہ مکرمہ صاحبزادی امۃ الناصر نصرت صاحبہ بنت میر داؤد احمد صاحب مرحوم اور ان کے بچگان جن میں مکرم کرشن احمد صاحب ابن مرزا غلام قادر شہید۔ مکرم مفلح الدین صاحب ابن مرزا غلام قادر شہید۔ مکرم نور الدین ابن مرزا غلام قادر شہید اور مکرمہ سطوت صاحبہ بنت مرزا غلام قادر صاحب شہید کو بھی اس سفر کے دوران حضور انور کے قافلے میں شمولیت کی سعادت ملی۔ و ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآء۔

علامہ نیاز فتح پوری کا

تحریک احمدیت پر بے لاگ تبصرہ

سید قیام الدین برق ، مبلغ سلسلہ اٹارسی ، ایم پی

برصغیر ہندوستان نے جن نامور ادیب اور قلم کاروں کو پیدا کیا ان میں سے ایک معروف و مشہور ادیب ،صاحب قلم علامہ نیاز فتح پوری بھی تھے یہ اپنے زمانہ کے جہاں نابغۂ روزگار صاحب طرز ادیب تھے وہاں انہوں نے اپنے زمانہ میں صحافت کی دنیا میں خوب نام کمایا جس کی علمی دنیا معترف ہے۔ موصوف ''لکھنؤ'' سے ایک ماہنامہ ''نگار'' کے نام سے نکالتے رہے۔ اس ماہنامہ کے ذریعہ نہایت بیش قیمت جواہر ریزے منظرِ عام پر آتے رہے۔

آج سے تقریباً چھالیس سال قبل اسی ''لکھنؤ'' سے جاری ہونے والے ماہنامہ نگار اگست ۱۹۵۹ء کے شمارہ میں تحریک احمدیت سے متعلق ایک دلچسپ حقائق پر مبنی مضمون شائع شدہ ہے جو کہ مراسلہ کی صورت میں ہے۔ اس کو راقم الحروف صاحب ذوق حضرات کے لئے من و عن نقل کر رہا ہے۔ علامہ موصوف لکھتے ہیں:-

''اب سے تقریباً ساٹھ سال پہلے کی بات ہے جب مناظرہ کی ایک کتاب '' سُرمہ چشم آریہ'' میری نگاہ سے گزری اور یہ تھا میرا اولین غائبانہ تعارف اس کتاب کے مصنف جناب مرزا غلام احمد قادیانی (بانی جماعت احمدیہ) سے۔ میرے والد کو اس فن سے خاص دلچسپی تھی۔ اور یہ کتاب انہی کے اشارہ سے میں نے پڑھی تھی۔ یہ زمانہ میری طالب علمی کا تھا اور بعض معقولی اساتذہ کے زیر اثر مذہب کا مجادلانہ ذوق میرے اندر بھی نشونما پا رہا تھا۔ اس لئے یہ کتاب مجھے بہت پسند آئی اور بار بار میں نے اس کا مطالعہ کیا۔ لیکن یہ مطالعہ صرف کتاب ہی تک محدود رہا اور خود مرزا صاحب کی شخصیت یا ان کی مذہبی تبلیغ و اصلاح پر غور کرنے کا موقع مجھے نہ مل سکا۔ کیونکہ اس کی اہلیت و فرصت دونوں مجھے حاصل نہ تھیں۔ اول تو میں بہت کم سخن تھا۔ دوسرے درسِ نظامی کی '' قال اقول'' اور اس کی روایت پرستانہ گرفت سے کہاں چھٹکارا تھا کہ میں آزادی کے ساتھ کسی مسئلہ پر غور کر سکتا۔ تاہم یہ کتاب مرزا صاحب کی وُسعتِ مطالعہ اور قوت استدلال کا بڑا گہرا اثر میرے ذہن و فکر پر چھوڑ گئی اور عرصہ تک میں اس سے متاثر رہا۔ مجھے نہیں معلوم کہ احمدی تحریک کا آغاز اس وقت تک ہو چکا تھا یا نہیں اور اگر ہو چکا تھا تو اس کے مقاصد و دعاوی کیا تھے۔ لیکن اس کے بعد ضرور کوئی نہ کوئی آواز اس جماعت کے متعلق میرے کانوں میں پڑ جاتی تھی اور وہ آواز یکسر مخالفانہ ہوتی تھی۔

زمانہ گزرتا گیا اور ختم تعلیم کے بعد بھی عرصہ تک میں احمدی تحریک سے بے خبر رہا۔ لیکن اس دَوران میں بعض ایسی کتابیں ضرور میری نگاہ سے گزرتی رہیں جو اس تحریک کی مخالفت میں شائع ہوئیں اور یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ میں ان سے متاثر بھی ہوا۔ لیکن یہ تاثر زیادہ تر سلبی قسم کا تھا ایجابی نہ تھا۔ کیونکہ جو کچھ میں نے سُنا وہ مخالفین کی زبان سے سُنا خود اس جماعت کے لٹریچر کی طرف سے میں بالکل خالی الذہن تھا۔

ان کتابوں نے بعض عجیب و غریب باتیں میرے ذہن نشین کرا دی تھیں۔ مثلاً یہ کہ یہ جماعت اپنے سوا کسی کو مسلمان نہیں سمجھتی۔ ان کی مسجدیں اور نمازیں جمہور سے علیحدہ و مختلف ہیں۔ وہ غیر احمدی جماعتوں سے رشتۂ مصاہرت بھی قائم نہیں کرتے۔ نیز یہ کہ مرزا صاحب ختم نبوت کے قائل نہ تھے اپنے آپ کو مثیل مسیح یا مہدی موعود کہتے تھے وحی و الہام کا مہبط بھی قرار دیتے تھے اور برطانوی حکومت کی حمایت حاصل کرنا ان کی تحریک کا حقیقی مقصد تھا۔

اس میں شک نہیں ان میں سے بعض باتیں مجھے پسند نہیں آئیں اور میں اس تحریک کو بہ نظر استخفاف دیکھتا رہا۔ لیکن جب اس کے بعد میں نے دائرہ تقلید و روایات سے ہٹ کر غایتِ مذاہب کا مطالعہ شروع کیا اور انہی عُلماء اسلام کے اقوال و افعال و کردار کو سامنے رکھا جو اس تحریک کے سخت دشمن تھے تو میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ اگر احمدی جماعت گمراہ ہے تو غیر احمدی جماعتیں اور ان کے اکثر علماء (خواہ وہ سنی ہوں یا شیعہ مقلد ہوں یا غیر مقلد، اہل قرآن ہوں یا اہل حدیث) کہیں زیادہ گمراہ ہیں کیونکہ رسول اللہ کو خاتم النبیین ماننے کے بعد بھی وہ اسوہ نبوی کا اتنا احترام نہیں کرتے جتنا احمدی جماعت باوجود انکار ختم نبوت کے۔ کرتی ہے۔ (حالانکہ یہ بات درست نہیں کہ جماعت احمدیہ ختم نبوت کی انکاری ہے۔ ناقل)

اگر اسلام کی صحیح رُوح محض بلندی اخلاق و انسانیت پرستی ہے جس کا تعلق یکسر عملی زندگی سے ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ مسلمانوں کی ایک بے عمل جماعت کو تو ہم سچا مسلمان سمجھیں اور دوسری باعمل جماعت کو کافر و غیر مسلم قرار دیں محض اس لئے کہ اس کا بانی اور مؤسس کچھ ایسی باتیں کہتا ہے جو ناقابل قبول معلوم ہوتی ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ دنیا کا کوئی مذہب ایسا نہیں جو چند مخصوص شعائر و معتقدات نہ رکھتا ہو۔ لیکن حقیقی مقصود محض اصلاح اخلاق ہے اور عبادات و معتقدات صرف ذریعہ ہیں تمدن و معاشرہ کی تنظیم اور اخوت و انسانیت کی ترویج و اشاعت کا۔

پھر اس حقیقت کے پیش نظر آپ مسلم جمہور اور ان کے علماء کے حالات و کردار کا مطالعہ کریں گے تو صورت حال بالکل ''واژگوں'' نظر آئے گی۔ کیونکہ ان کے نزدیک اسلام کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ چند مابعد الطبیعاتی عقائد کو تسلیم کر کے رسمی عبادت کر لی جائے۔ اور ہئیت اجتماعی کے مسائل خیر و فلاح کو خدا پر چھوڑ دیا جائے۔ حالانکہ خدا نے یہ چیز خود انسان پر چھوڑ دی تھی۔ (لیس للانسان الا ماسعیٰ)

اس سلسلہ میں جب میں نے مسلمانوں کی دوسری جماعتوں کا مطالعہ کیا تو عملی زندگی اور اصلاحی جد و جہد کے لحاظ سے کئی جماعتیں سامنے آئیں۔ بوہرہ، میمن، خوجہ، بہائی اور احمدی۔ ان میں سے اول الذکر تین جماعتوں کو میں نے نظر انداز کر دیا کیونکہ وہ ایک مخصوص دائرہ کے اندر محدود ہیں جس میں کوئی غیر شخص داخل نہیں ہو سکا۔ بہائیوں کا دائرہ عمل بے شک زیادہ وسیع ہے اور عقائد سے قطع نظر اخلاقی حیثیت سے اس کی وسعت نظر مجھے پسند آئی۔ لیکن چونکہ یہ عجمی تحریک ہے اور سرزمین ہند سے اس کا کوئی تعلق نہیں اس لئے اس کی کامیابی یہاں مجھے بہت مستبعد نظر آئی۔ اب رہ گئی صرف احمدی جماعت سو بے اختیار میرا جی چاہا کہ ان کی زندگی کا قریب تر مطالعہ کی غرض سے خود قادیان جاؤں۔

لیکن افسوس ہے کہ یہ ارادہ فی الحال پورا نہ ہو سکا (ممکن ہے کبھی پورا ہو جائے۔) اور ان کا لٹریچر فراہم کر کے اس کا مطالعہ شروع کیا۔ پھر میں تو یہ نہیں کہہ سکتا کہ از اول تا آخر میں نے اس کا سارا لٹریچر پڑھ لیا ہے۔ لیکن جتنا کچھ میسر آیا وہ بھی نتیجہ تک پہنچنے اور صحیح رائے قائم کرنے کے لئے کافی تھا۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلے ان کے معتقدات میرے سامنے آئے اور ان میں کوئی بات مجھے ایسی نظر نہ آئی جو جمہور مسلم کے معتقدات کے منافی ہو۔ یعنی مسلمان ہونے کی جو شرطیں دوسری مسلم جماعتوں میں ضروری قرار دی جاتی ہیں وہی ان کے یہاں بھی ہیں اور ان کے اس عقیدہ کو نظر انداز کر دیا جائے کہ مرزا غلام احمد مثیل مسیح یا مہدی موعود تھے تو تمام عقائد و شعار میں یکساں ہیں۔ میں نے ان کی تفاسیر دیکھیں ان کا اسناد بالا حادیث دیکھا۔ ان کی کتب تاریخ و سیر کا مطالعہ کیا لیکن ان میں سے کوئی بات ایسی نظر نہیں آئی جو مسلمہ جمہور کے خلاف ہو۔ یہاں تک کہ ختم نبوت کا الزام بھی مجھے بالکل غلط نظر آیا۔

رہا دعویٰ مہدویت، سو اس سے انکار کی بھی کوئی وجہ نظر نہیں آئی۔ جبکہ خود کلام مجید سے ہر زمانہ اور ہر قوم میں کسی نہ کسی ہادی و مصلح کا پیدا ہونا ثابت ہے اور میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ مرزا صاحب جھوٹے انسان نہیں تھے۔ وہ واقعی اپنے آپ کو مہدی موعود سمجھتے تھے۔ اور یقیناً انہوں نے یہ دعویٰ ایسے زمانہ میں کیا جب قوم کی اصلاح و تنظیم کے لئے ایک ہادی و مرشد کی سخت ضرورت تھی۔ علاوہ اس کے دوسرا معیار جس سے ہم کسی کی صداقت کو جان سکتے ہیں نتیجہ عمل ہے۔ سو اس باب میں احمدی جماعت کی کامیابیاں اس درجہ واضح اور روشن ہیں کہ اس سے ان کے مخالفین بھی انکار کی جرأت نہیں کر سکتے۔

اس وقت دنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں ان کی تبلیغی جماعتیں اپنے کام میں مصروف نہ ہوں اور انہوں نے خاص عزت و وقار حاصل نہ کر لیا ہو۔ پھر کیا آپ سمجھتے ہیں کہ یہ کامیابیاں بغیر انتہائی خلوص و صداقت کے آسانی سے حاصل ہو سکتی تھیں۔ کیا یہ جذبہ خلوص و صداقت کسی جماعت میں پیدا ہو سکتا ہے اگر اسے اپنے ہادی و مرشد کی صداقت پر یقین نہ ہو۔ اور کیا وہ ہادی و مرشد اتنی مخلص جماعت پیدا کر سکتا ہے اگر وہ خود اپنی جگہ صادق و مخلص نہ ہوتا۔

بہر حال اس سے انکار ممکن نہیں کہ مرزا صاحب بڑے مخلص انسان تھے اور یہ محض ان کے خلوص کا نتیجہ ہے کہ مسلمانوں کی بے عمل جماعت میں عملی زندگی کا احساس پیدا ہوا اور ایک مستقل حقیقت بن گیا۔''

مندرجہ بالا نوٹ جب تحریک احمدیت کے تعلق سے علامہ موصوف کے ماہنامہ ''نگار'' اگست ۱۹۵۹ء کے شمارہ میں شائع ہوا تب پھر کیا تھا تاریکی کے فرزندوں نے ایک ہنگامہ برپا کر دیا۔ اور ایڈیٹر نگار کو ناراضگی کے خطوط آنے شروع ہو گئے کہ یہ آپ نے کیا کر دیا۔ ایک بار پھر وہی پرانے گھسے پٹے اعتراضات لکھ کر علامہ موصوف کو بھیجے گئے جن کے جوابات بارہا جماعت احمدیہ کی طرف سے دیئے جا چکے ہیں۔ اعتراضات پر مشتمل جو خطوط علامہ موصوف کو ملے ان میں سے ایک خط کراچی کے غبار یاور صاحب کا بھی تھا۔ ایڈیٹر نگار نے غبار یاور صاحب کے اعتراضات کا جواب اپنے ماہنامہ ''نگار'' ماہ نومبر ۱۹۵۹ء کے شمارہ میں شائع کیا۔ اس کو بھی خاکسار نقل کئے دیتا ہے۔

جواب از طرف ایڈیٹر صاحب ''نگار''

'' میں نے چاہا تھا کہ آپ کے خط کا جواب خط ہی کے ذریعہ دے کر خاموش ہو رہوں۔ لیکن اس خیال سے کہ ممکن ہے آپ ہی کی طرح بعض اور اصحاب بھی کچھ ایسے ہی شبہات اپنے دل میں رکھتے ہوں۔ نگار کے ذریعہ گفتگو کرنا زیادہ مناسب نظر آیا۔

سب سے پہلے مجھے یہ حقیقت واضح کر دینا چاہئے کہ احمدی جماعت کے متعلق میں نے جو خیال ظاہر کیا ہے اس کا خود میرے عقیدہ سے کوئی واسطہ نہیں کیونکہ جس حد تک اصطلاحی ایمان کی تفصیل اور اس کے مابعد الطبیعاتی عقائد کا تعلق ہے (جس میں حشر و

نشر، دوزخ و جنت، وجود ملائکہ، بقاء رُوح و معجزہ وغیرہ کا مادّی تصور شامل ہے) میرا مسلک کچھ اور ہے۔ میں ان میں سے کسی چیز کے مادی محسوس وجود کا قائل نہیں۔ لیکن میرا یہ انکار صرف اس لئے ہے کہ ان میں سے کوئی بات اب تک میری سمجھ میں نہیں آئی۔ اور نہ میرے نزدیک خدائے واحد کی صحیح عظمت کا تصور اس وقت تک ممکن ہے جب تک ان تعینات مادی سے بلند ہو کر اس کی کبریائی پر غور نہ کیا جائے......

تاہم میرا یہ انکار قطعاً غیر جارحانہ ہے یعنی اگر کوئی جماعت بلندی اخلاق کے حصول کے لئے ان تمام باتوں کا صحیح تسلیم کرنا ضروری سمجھتی ہے تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں وہ شوق سے اپنے عقائد پر قائم رہے۔ بشرطیکہ ان عقائد کے مقابلہ میں وہ اصلاح اعمال و کردار کو ثانوی حیثیت نہ دے اور صرف ان عقائد یا ظاہری طاعت و عبادت ہی کو مذہب کا تنہا نصب العین نہ قرار دے جیسا کہ آج کل عام طور پر دیکھا جا رہا ہے۔

علماء اسلام سے میرے اختلاف کا باعث یہی ہے کہ وہ اسلام کو رسمی طاعت و عبادت کی سطح سے اُوپر لے جانا ضروری نہیں سمجھتے اور میں طاعت و عبادت کو ثانوی درجہ دے کر محض تزکیہ نفس و اعمال کو اسلام کا حقیقی مقصود قرار دیتا ہوں۔ ممکن ہے آپ یہ خیال فرمائیں کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ محض ظن و تخمین ہے لیکن میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ یہ بالکل حقیقت ہے کیونکہ میں نے ایک بار مختلف جماعتوں کے علماء سے بھی استفسار کیا تھا کہ اصل چیز عبادت ہے یا بلندی اخلاق ہے تو سوا چند احمدی علماء کے سب نے یہی جواب دیا تھا کہ اصل چیز شعائر اسلام کی پابندی ہے۔ اور محض اخلاق کی پاکیزگی موجب نجات نہیں ہو سکتی۔ پھر ظاہر ہے کہ وہ شخص جو مذہب کا اتنا وسیع مفہوم اپنے سامنے رکھتا ہو وہ اگر کسی مذہبی جماعت کی بابت کوئی رائے قائم کریگا تو اس کے سامنے سوال صرف اس جماعت کی عملی زندگی کا ہوگا۔ نہ یہ کہ اس کے عقائد کیا ہیں اور اس کی طاعت و عبادت کے طریقے کیا؟ اور یہی وہ چیز تھی جس نے مجھے احمدی جماعت کی تعریف کرنے پر مجبور کر دیا۔

کیونکہ اس وقت تمام ان جماعتوں میں جو اپنے آپ کو اسلام سے منسوب کرتی ہیں صرف یہی ایک جماعت ایسی ہے جو بانی اسلام کی متعین کی ہوئی شاہراہ زندگی پر پوری استقامت کے ساتھ گامزن ہے۔ اور گو اس کا احساس تنہا مجھ کو نہیں بلکہ احمدی جماعت کے مخالفین کو بھی ہے لیکن فرق یہ ہے کہ مجھے اس کے اظہار میں باک نہیں اور ان کی رعونتِ نفس یا احساسِ کمتری اس اعتراف سے باز رکھتا ہے۔ بات بڑھتی جا رہی ہے لیکن غالباً بے محل نہ ہوگا اگر اس سلسلہ میں یہ بھی ظاہر کر دوں کہ گزشتہ نصف صدی کے عرصہ میں جو زیادہ تر مولویوں ہی سے جنگ کرنے میں گزرا ہے، میرا خیال کیوں احمدی جماعت کی طرف منتقل نہ ہوا اور

اب وہ کون سی نئی بات ایسی پیدا ہوگئی جس نے مجھے دفعتاً اس طرف متوجہ کر دیا۔

اس کا سبب صرف یہ ہے کہ میں اس عرصہ میں صرف اس بات پر غور کرتا رہا کہ مسلم جماعت کیوں اس قدر زبوں حالی اور اخلاقی پستی میں مبتلا ہے وہی قرآن جو صحابہ کے زمانہ میں تھا۔ اب بھی جوں کا توں موجود ہے۔ وہی تعلیمات اسلامی جس کی بدولت عرب کے بادیہ نشینوں نے قیصر و کسریٰ کی عظیم الشان حکومتوں کا تختہ الٹ کر رکھ دیا تھا۔ اب بھی علی حالہا قائم ہے۔ لیکن آج مسلمان وہ نہیں جو پہلے تھا۔ یقیناً یہ رجعتِ قہقریٰ ہم کو پیروانِ اسلام ہی میں نہیں بلکہ دوسرے مذاہب و ادیان کی تاریخ میں بھی نظر آتی ہے۔ اور جب ہم ان کے عروج و زوال کے اسباب پر غور کرتے ہیں تو صرف ایک ہی نتیجہ پر پہنچتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ دنیا میں انقلابات کتابوں نے نہیں بلکہ ہمیشہ شخصیتوں نے پیدا کئے ہیں۔ یعنی جب تک کوئی اُبھارنے والی شخصیت موجود رہی تو قوم بھی ترقی کرتی رہی اور جب وہ شخصیت فناء ہوگئی تو قومی ترقی بھی رک گئی اور رفتہ رفتہ پھر لوٹ کر اسی نقطہ تک پہنچ گئی جہاں سے وہ آگے بڑھی تھی۔

اس لئے اگر مسلمان اس وقت تباہ و برباد ہیں تو اس کا سبب صرف یہ ہے کہ ان میں اب کوئی شخصیت موجود نہیں جو عملاً ان کو تعلیمات قرآنی کی طرف لے جائے حالانکہ ہمارے علماء و اکابرین ہی میں سے کسی ایسی شخصیت کو ابھرنا چاہئے تھا لیکن نہیں ابھری۔

یہ تجزیہ، اس میں شک نہیں میرے لئے بڑا دردناک تھا۔ اور اس خیال سے ممکن ہے کوئی تحریک ہمارے علماء میں پھر زندگی پیدا کر دے۔ میں نے بعض عملی پروگرام بھی ان کے سامنے پیش کئے لیکن افسوس ہے اس تن پرور عیش کوش جماعت نے مطلق توجہ نہیں کی اور جب اس کی طرف سے مایوس ہو کر میں نے دوسری جماعتوں کے حالات کی جستجو شروع کی تو آخر نگاہ جا کر ٹھہری احمدی جماعت پر جیسا کہ میں اگست کے ''نگار'' میں ظاہر کر چکا ہوں۔ اس جماعت کے متعلق میں کوئی اچھا خیال نہ رکھتا تھا لیکن جب میں نے اس کے بانی، مؤسس کی زندگی، اس کی تعلیمات و تنظیم پر غور کیا تو ماننا پڑا کہ اس وقت صرف یہی ایک جماعت ایسی ہے جس نے اس نکتہ کو سمجھا کہ اصل ایمان محض اقرار باللسان نہیں بلکہ اقرار بالعمل ہے اور اپنی مضبوط تنظیم و استقامت کردار سے زندگی کی راہیں بدل دیں۔ ذہنی اقدار بدل دیئے، زاویہ فکر و نظر بدل دیا اور مسلمانوں کو پھر اس راہ پر لگا دیا جو بانیٔ اسلام نے متعین کی تھی۔

پھر یہ بات ایسی نہیں جس پر کسی منطقی حجت لانے کی ضرورت ہو، خود غور کیجئے کہ آپ کی اور احمدی جماعت کی زندگی میں کتنا نمایاں فرق ہے۔ آپ کے یہاں زندگی نام ہے منتشر انفرادی تشخص کا، اور ان کے یہاں مرکزی ہیئت اجتماعی کا۔ آپ کی اجتماعیت، افراد میں بٹ کر "ھباءً منثورا" ہو چکی ہے اور ان کے یہاں تمام افراد سمٹ کر صرف ایک ''حبل المتین'' سے وابستہ نظر آتے ہیں۔ آپ کا شیرازہ بکھر چکا ہے اور وہ اس بکھرے ہوئے شیرازہ کے اوراق کو اکٹھا کر رہے ہیں۔

ان کی سادہ معاشرت، ان کی سادہ زندگی، ان کا جذبۂ خلوص و صداقت، احساس ایثار قربانی، پاس عہد، پابندی شریعت اور سب سے زیادہ ان کی عملی استقامت اور شدائد کے مقابلہ میں فلسفیانہ صبر و ضبط۔ یہ ہیں وہ احمدی جماعت کے بنیادی عناصر و اجزاء جن پر ان کے قصرِ اجتماعیت کی تعمیر ہوئی ہے اور جن سے اعراض کر کے دوسری مسلم جماعتیں اپنے وجود کو ختم کر چکی ہیں۔

پھر آپ ان حقائق کو تو سامنے رکھتے نہیں، اور مجھے الجھانا چاہتے ہیں عقائدی فروع و زوائد میں جو میرے نزدیک کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔

''تو از آتش دُخان بینی من آتش از دخان بینم''

آپ کو اس آگ میں صرف دھواں ہی دھواں نظر آتا ہے اور مجھے اس کے دھویں میں بھی آگ ہی آگ نظر آتی ہے۔؟

بانیٔ احمدیت کے متعلق میرا مطالعہ ہنوز تشنہ تکمیل ہے اور میں نہیں کہہ سکتا کہ مرزا صاحب کی سیرت، ان کی تعلیمات، ان کی دعوتِ اصلاح ان کے تفہیمات قرآنیہ ان کے عقائد نظریئے اور ان کے تمام عملی کارناموں کو سمجھنے کے لئے کتنا زمانہ درکار ہوگا کیونکہ ان کی وسعت و ہمہ گیری کا مطالعہ قلزم آشامی چاہتا ہے۔ اور شاید یہ میرے بس کی بات نہیں تاہم اگر اس وقت تک کے تمام تاثرات کو اختصار کے ساتھ بیان کرنے پر مجھے مجبور کیا جائے تو میں بلا تکلف کہہ دوں گا کہ وہ بڑے غیر معمولی عزم و استقلال کا صاحب فراست و بصیرت انسان تھا جو ایک خاص باطنی قوت اپنے ساتھ لایا تھا اور اس کا دعوائے تجدید و مہدویت کوئی پادر ہوا بات نہ تھی۔

اس سلسلہ میں آپ مجھ سے '' کیوں اور کیا '' کا سوال نہ کیجئے کیونکہ یہ گفتگو بہت تفصیل چاہتی ہے اور اس وقت موضوع کچھ اور ہے تاہم آپ کے خط کے پیش نظر مجھے اس قدر ضرور عرض کرنا ہے کہ آپ نے جو الزامات اس جماعت پر قائم کئے ہیں ان میں سے اکثر بالکل لغو و غلط ہیں اور بعض مطلقاً آپ کے مزعومات سے تعلق رکھتے ہیں جن کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں۔

(۱) آپ کا یہ خیال کہ احمدی جماعت اسلامی ممالک میں اپنے حقیقی عقائد پیش نہیں کرتی، صحیح نہیں۔ اول تو آپ کو یہ سمجھنا چاہئے کہ اگر غیر ممالک وہ انہیں عقائد کی تبلیغ کرتے جو عام مسلمانوں کے ہیں تو یقیناً ان سے یہ سوال کیا جاتا کہ جب آپ کے عقائد بھی وہی ہیں جو مسلم جمہور کے، تو پھر ایک علیحدہ جماعت بنانے کی کیا ضرورت تھی۔ لیکن آج تک کسی نے یہ سوال ان سے نہیں کیا۔ ان کے جتنے اخبارات و رسائل دوسری زبانوں میں شائع ہوتے ہیں ان کے مطالعہ سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ وہ اپنے عقائد کو کبھی نہیں چھپاتے اور علی الاعلان وہی کہتے ہیں جسے وہ حق سمجھتے ہیں۔ یہاں تک کہ خود بانی احمدیت کی کتابوں کے ترجمے بھی غیر زبانوں میں اس غرض سے شائع کئے گئے کہ احمدیت کے صحیح مشن سے دنیا آگاہ ہو جائے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ افغانستان میں ایک مبلغ کو تہہِ تیغ کیا گیا محض اس جرم میں کہ وہ احمدی عقائد کی تبلیغ میں مصروف تھا۔ اور دمشق میں بھی دوسرے مبلغ پر قاتلانہ حملہ اسی جرم میں کیا گیا جب ۲۴ء میں بانیٔ احمدیت کے دوسرے خلیفہ ویمبلے کی مذہبی کانفرنس میں شرکت کی غرض سے لندن گئے تو جاتے ہوئے دمشق میں بھی قیام کیا۔ اور وہاں کے علماء سے بھی انہیں مخصوص عقائد کے پیش نظر مناظرہ ہوا۔ ان حالات میں آپ کا ارشاد کہ غیر ممالک کے لئے انکے تبلیغی اصول کچھ اور ہیں، یقیناً نادرست ہے۔ آپ نے یہ خیال غالباً لندن کے اسلامک ریویو کو دیکھ کر قائم کیا ہوگا لیکن آپ کو شاید معلوم نہیں کہ اُسے احمدی جماعت سے کوئی تعلق نہیں۔

(۲) کعبہ سے سنگِ اسود کا ایک ٹکڑا چُرا لانے کی تحریک کے متعلق اس کے سوا کیا عرض کروں کہ:

سادگی ختم است چوں آئینہ برنسیاں ما

حیرت ہے کہ آپ نے اسے کیسے باور کر لیا۔ غور کیجئے کہ وہ ایسا کیوں کرتے؟ کیا اس لئے کہ وہ قادیان کو دوسرا کعبہ بنانا چاہتے تھے۔ کیا اس لئے کہ وہ برکاتِ سماوی کا کوئی بڑا مہبط ہے۔ آپ کو شاید معلوم نہیں کہ حرمین کی عزت و عظمت کا جو تصور ان کے سامنے ہے وہ مشکل ہی سے کسی دوسری مسلم جماعت میں پایا جاتا ہے لیکن اس کا تعلق نہ سنگِ اسود سے ہے نہ غلاف کعبہ سے بلکہ اس حقیقت سے کہ ان مقامات کو دنیا کے سب سے بڑے نبی کے موطن و مہبط ہونے کی عزت حاصل ہے اور یہ نسبت چرائی نہیں جا سکتی۔ احمدی جماعت اور اس کے قائدین چاہے کچھ ہوں لیکن اتنے احمق کبھی نہیں ہو سکتے کہ وہ اس حرکت سے خود اپنے مشن کو ناقابل تلافی نقصان پہنچاتے۔

(۳) ربوہ میں قصر نبوت اور قصر ام اقدس کے نام سے کوئی عمارت موجود نہیں۔ آپ کی اطلاع بالکل غلط ہے۔ خلیفہ کی قیام گاہ کا نام البتہ انہوں نے قصرِ خلافت رکھا ہے لیکن انہوں نے ایک شخص کو خلیفہ و امام تسلیم کر لیا ہے تو ظاہر ہے اس کی جائے قیام کو خلافت ہی سے منسوب کریں گے۔ اور اسی نسبت سے اس کو یاد کرنا زیادہ مناسب ہے۔ ممکن ہے لفظ قصر پر آپ کو اعتراض ہو کہ اس سے دولت و ثروت آتی ہے۔ لیکن آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ عربی میں یہ لفظ مطلقاً جائے قیام اور گھر کے معنی میں مستعمل

باقی صفحہ 15 پر ملاحظہ فرمائیں

مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ
حیدرآباد کے سالانہ اجتماع کا کامیاب انعقاد

مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ حیدرآباد نے مورخہ ۲۵، ۲۶ راگست ۲۰۰۷ء کو دوروزہ سالانہ اجتماع منعقد کیا۔ ۲۵ راگست صبح دس بجے محترم عارف احمد صاحب قریشی امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد کی زیر صدارت افتتاحی اجلاس کا آغاز ہوا۔ تلاوت مکرم فلاح الدین غوری صاحب نے کی۔ مکرم انور احمد صاحب غوری قائد مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد نے خدام واطفال کا عہد دہرایا۔ مکرم میر احمد اسلم نے نظم سنائی اس کے بعد مکرم صدر اجلاس نے اجتماع کی غرض وغایت بتاتے ہوئے خدام کو اجتماع کے پروگرام سے بھرپور استفادہ کی طرف توجہ دلائی۔ اجتماعی دعا کے بعد خدام واطفال کے علمی مقابلہ جات ہوئے۔ وقفہ میں نماز ظہر وعصر ہوئیں اور اجتماعی کھانا ہوا۔

۲۶ راگست صبح ساڑھے نو بجے دوسرے دن کا پروگرام شروع ہوا۔ اس میں بھی پہلے خدام واطفال کے علمی وورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ شام ۴ بجے اجتماع کا اختتامی اجلاس محترم محمد اسماعیل طاہر صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی صدارت میں مسجد الحمد سعید باد میں ہی منعقد ہوا۔ مکرم ایم اے صمد صاحب نے تلاوت کی اور اس کا ترجمہ پڑھ کر سنایا۔ محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے خدام واطفال کا عہد دہرایا۔ عہد کے بعد مکرم سید شجاعت حسین صاحب نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا منظوم کلام ''نونہالان جماعت مجھے کچھ کہنا ہے'' خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا بعدہٗ مکرم تنویر احمد صاحب صوبائی قائد آندھرا پردیش، مکرم عارف احمد صاحب قریشی امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد اور خاکسار کی تقریر ہوئی۔ آخر میں مکرم انور احمد صاحب غوری قائد مجلس نے اجتماع کے کامیاب انعقاد پر تمام منتظمین کا شکریہ ادا کیا۔ بعدہ مکرم محمد اسماعیل صاحب طاہر صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے اپنے خطاب میں خدام الاحمدیہ کے قیام کا مقصد کا ذکر کرتے ہوئے خدام واطفال کو انکی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کیا۔ صدر اجلاس کے خطاب کے بعد نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے خدام واطفال میں مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت، محترم امیر صاحب حیدرآباد، صوبائی قائد صاحب لوکل قائد صاحب اور خاکسار نے انعامات تقسیم کئے اور دوران سال خدمت خلق کے شعبہ میں اور مجلس کے کاموں میں نمایاں حصہ لینے والے خدام اور اطفال کو بھی مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد کی طرف سے انعامات دیئے گئے۔ اجتماع کے کاموں کو کامیاب بنانے میں خدام نے جوش وجذبہ سے حصہ لیا۔

اللہ تعالیٰ مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ حیدرآباد کو پہلے سے بڑھ کر نمایاں کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری ان حقیر کوششوں کو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔ (مقصود احمد بھٹی، مبلغ انچارج حیدرآباد)

مسجد فضل لندن میں حضور پُرنور ایدہ اللہ کے ذریعہ
نماز جنازہ حاضر و غائب کی ادائیگی

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۱۱ راکتوبر قبل نماز ظہر مسجد فضل لندن میں درج ذیل تفصیل سے نماز جنازہ حاضر وغائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر : مکرم خلیل الرحمٰن ملک صاحب: آپ ۵ راکتوبر ۲۰۰۷ء کو اکہتر سال کی عمر میں ہارٹ اٹیک ہونے سے اچانک وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم جماعت کے پرانے خدمت کرنے والے کارکنوں میں سے تھے۔ جب سے ایم ٹی اے شروع ہوا، دنیا میں خلفائے احمدیت کے خطبات، تقریروں اور درسوں کے انگریزی مترجم کے طور پر جانے جاتے تھے۔ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے خطبات کے رواں ترجمہ کی بھی توفیق پائی۔ انتہائی مخلص، سادہ مزاج، ملنسار، خلافت کے جاں نثار اور یو کے جماعت کے قیمتی وجود تھے۔ ۱۹۵۸ء میں یو کے آکر پٹنی میں رہائش رکھی اور قائد مجلس خدام الاحمدیہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ بعدازاں نیشنل سیکرٹری سمعی وبصری، سیکرٹری تربیت، ریجنل ناظم انصاراللہ کے علاوہ ریڈنگ جماعت میں صدر کے طور پر جماعتی خدمتوں پر مامور رہے۔ وفات کے وقت آپ جماعت احمدیہ عالمگیر کے پریس سیکرٹری کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پارہے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب: (۱) محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ (اہلیہ محترم منظور احمد صاحب درویش، قادیان) آپ ۲۴ ستمبر ۲۰۰۷ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ مکرم ماسٹر نثار محمد صاحب مرحوم آف مسکرا ضلع ہمیر پور یوپی کی بیٹی تھیں۔ اس علاقہ میں قبول احمدیت کی سعادت حاصل کرنے والا یہ پہلا خاندان ہے۔ بعدازاں ان کے والد صاحب قادیان آکر آباد ہوگئے تھے۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ دو بیٹیاں اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین عمل میں آئی۔

(۲) محترمہ ثمینہ بیگم صاحبہ (اہلیہ محترم گیانی عبداللطیف صاحب درویش قادیان): آپ ۲۷ ستمبر ۲۰۰۷ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ مکرم خواجہ محمد عبداللہ صاحب منڈاشی مرحوم آف بھدرواہ کی بیٹی تھیں۔ خواجہ صاحب مرحوم کو حضرت مولوی محمد حسین صاحب صحابی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے ابتدائی احمدی ہونے کی سعادت حاصل ہے۔ موصوف نے اپنی اس بیٹی کا اپنے ایک غیر احمدی بھانجے سے رشتہ کردیا تھا لیکن پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہدایت کا علم ہونے پر وہاں سے رشتہ توڑ کر قادیان کے درویش مکرم گیانی عبداللطیف صاحب سے اپنی بیٹی کا رشتہ طے کردیا۔ مرحومہ نے اپنے درویش خاوند کے ساتھ لمبا عرصہ تنگی ترشی میں نہایت صبر اور حوصلے کے ساتھ گزارا۔ ان کے خاوند اس وقت ضعیف العمر اور صاحب فراش ہیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ تین بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین عمل میں آئی۔

(۳) محترمہ رشیدہ خاتون صاحبہ (اہلیہ محترم غلام قادر صاحب گجراتی درویش قادیان): آپ ۲۹ ستمبر ۲۰۰۷ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ مکرم عابد حسین خان صاحب مرحوم آف بھاگلپور (بہار) کی بیٹی تھیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی اس تحریک پر عمل کرتے ہوئے کہ ہندوستان کے افراد اپنی بچیوں کی شادیاں قادیان میں مقیم نوجوان درویشوں سے کریں، مرحوم عابد حسین خان صاحب نے اپنی تین بیٹیاں قادیان کے تین درویشان کرام سے بیاہ دی تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ پانچ بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین عمل میں آئی۔

(۴) محترمہ مطلوبہ بیگم صاحبہ (اہلیہ محترم محمد شفیع صاحب درویش قادیان) آپ 30 ستمبر 2007ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ پاکستان سے بیاہ کر قادیان آئی تھیں۔ ان کے بچے ابھی چھوٹے ہی تھے کہ ۱۹۷۸ء میں خاوند کی وفات ہوگئی۔ مرحومہ نے ساری زندگی بہت صبر اور حوصلے کے ساتھ بسر کرتے ہوئے بچوں کی پرورش کی۔ مرحومہ نومبائعات کے تربیتی کیمپ میں ہر سال بڑی محنت سے ڈیوٹی دیتی تھیں اور کئی سال سے عورتوں کی میتوں کو غسل بھی دیا کرتی تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین عمل میں آئی۔

(۵) محترم یعقوب احمد صاحب (آف محمود آباد اسٹیٹ سندھ، پاکستان) آپ ۲۹ راگست ۲۰۰۷ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ حضرت میاں جان محمد صاحب صحابیؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آف پھیرو چچی کے ہاں ۱۹۴۲ء میں پیدا ہوئے۔ پہلے محمود آباد اسٹیٹ کے جماعتی سکول میں ٹیچر تھے۔ پھر اسٹیٹ کی ہی زمینوں پر بطور منشی کام کرتے رہے۔ مرحوم نہایت نیک اور خدمت دین کا جذبہ رکھنے والے فدائی احمدی تھے۔ آپ نے محمود آباد اسٹیٹ میں مختلف حیثیتوں میں بے لوث جماعتی خدمتوں کی بھی توفیق پائی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم مظفر احمد شہزاد صاحب بطور مربی سلسلہ خدمت دین کی توفیق پارہے ہیں۔ مرحوم موصی تھے۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔

(۶) محترمہ استانی زبیدہ بیگم صاحبہ (اہلیہ بشیر احمد صاحب شمس، دارالعلوم شرقی، ربوہ) آپ ۷ ا جولائی ۲۰۰۷ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کا جماعت کے ساتھ اخلاص ووفا کا گہرا تعلق تھا۔ اپنے تمام چندہ جات بروقت ادا کرتی تھیں۔ مرحومہ صاحب رؤیا وکشف بزرگ خاتون تھیں۔ جب بھی کوئی ان کو دعا کے لئے کہتا تو فرض سمجھ کر دعائیں کرنے لگ جاتیں۔ ان کی شخصیت کا نمایاں وصف اللہ تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق تھا۔ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرماتے ہوئے ان کے درجات کو بلند تر فرمائے اور لواحقین کا ان کے بعد خود نگہبان ہو۔ آمین۔

تقریب آمین

الحمدللہ، خاکسار کے نواسے عزیزم توفیق عامر دانش وقف نو ابن مکرم عامر حفیظ صاحب آف فرینکفورٹ جرمنی نے تین سال دس ماہ میں قرآن کریم کا پہلا دور ختم کیا ہے۔ اس خوشی میں 15.10.07 بروز منگل عیدالفطر کے دوسرے روز آمین کی بابرکت تقریب کا انعقاد بعد نماز عشاء دارالضیافت قادیان میں ہوا۔ محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان اور محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب نے بھی اس مبارک تقریب میں ازراہ شفقت شرکت فرمائی۔ محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب نے عزیز سے قرآن پڑھوایا اور اس کے اچھے تلفظ پر خوشی کا اظہار کیا۔ الحمدللہ۔ اس موقع پر خاکسار کی نواسی عزیزہ شافعہ عامر سلمہا کا عقیقہ بھی کیا گیا۔ ہر دو عزیزان کے لئے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو نیک صالح اور خادم دین بنائے۔ آمین۔ (ملک محمد مقبول طاہر استاد جامعۃ المبشرین قادیان)

کیا آپ کی جماعت میں ہفتہ تعلیم القرآن منعقد ہوا ہے......؟
اگر ہوا ہے تو اس کی رپورٹ دفتر تعلیم القرآن قادیان میں بھجوائیں

:وصایا

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی کو اپنی وصیت پر کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو اس کی اطلاع کرے۔

(سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

وصیت نمبر:16669 میں سید عبدالرحمٰن ولد سید علی کویا تنغل قوم احمدی مسلمان پیشہ حکمت عمر 54 سال تاریخ بیعت 6.2.2004 ساکن پڑکولم، منجیری ڈاکخانہ نردکرہ ضلع ملہ پورم صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 27.6.2006 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ گھر و منسلکہ زمین دس سینٹ واقع پڑوکولم ڈاکخانہ نردکرہ، منجیری تحصیل ایرناڈ ضلع ملہ پورم سروے نمبر RS/234/6 جس کی موجودہ قیمت 7 لاکھ روپے ہے جس کا خاکسار پر 240000 ہزار روپے قرض بھی ہیں۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہانہ 3000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : پی عبدالناصر العبد : سید عبدالرحمٰن مولا کویا تنغل گواہ : پی پی کویا حسن

وصیت نمبر:16670 میں جے جے محمد نورالدین ولد مکرم ایم جے جعفر علی صاحب قوم احمدی مسلمان، طالب علم، عمر 18 سال پیدائشی احمدی ساکن سواکاشی ڈاکخانہ شواکاشی ضلع وردنگر صوبہ تامل ناڈو بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 9.7.2006 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ 150 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ایم جعفر علی العبد : جے جے محمد نورالدین گواہ : محمد انور احمد

وصیت نمبر:16671 میں جے جے بشیر الدین محمود احمد ولد مکرم ایم جے جعفر علی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ طالب علم، عمر 20 سال پیدائشی احمدی ساکن سواکاشی ڈاکخانہ شواکاشی ضلع وردنگر صوبہ تامل ناڈو بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 9.7.2006 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ 200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ایم جے جعفر علی العبد : جے جے بشیر الدین محمود احمد گواہ : محمد انور احمد

وصیت نمبر:16672 میں جے جے ناصر احمد ولد مکرم ایم جے جعفر علی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ طالب علم، عمر 23 سال پیدائشی احمدی ساکن سواکاشی ڈاکخانہ شواکاشی ضلع وردنگر صوبہ تامل ناڈو بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 9.7.2006 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ 200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ایم جے. جعفر علی العبد : جے جے ناصر احمد گواہ : پی اے ناصر احمد

وصیت نمبر:16673 میں جے صورت بھانو زوجہ مکرم ایم جے جعفر علی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری، عمر 42 سال تاریخ بیعت 1986 ساکن سواکاشی ڈاکخانہ شواکاشی ضلع وردنگر صوبہ تامل ناڈو بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 9.7.2006 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری منقولہ جائیداد کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ حق مہر 1000 روپے وصول ہو کر خرچ ہو چکا ہے۔ طلائی زیور ایک عدد چین وزن 24 گرام 22 کیریٹ قیمت اندازاً 10001 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہانہ 300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ایم جے جعفر علی الامۃ : صورت بھانو گواہ: ایس عبدالقادر

وصیت نمبر:16674 میں ایم جے جعفر علی ولد مکرم ایم پی ایم زین العابدین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 52 سال تاریخ بیعت 1982 ساکن سواکاشی ڈاکخانہ شواکاشی ضلع وردنگر صوبہ تامل ناڈو بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 9.7.2006 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ ایک مکان جس کا رقبہ 20×20 مربع فٹ ہے زمین سرکاری ہے اس پر خاکسار نے مکان بنوایا ہے۔ مکان نمبر 34/J2 مسلم سٹریٹ شواکاشی۔ مکان کی اندازاً قیمت تین لاکھ (300000) روپے ہے۔ اراضی ایک ہزار چھ سو مربع فٹ ساتور روڈ سیواکاشی میں ہے اس کی قیمت دس ہزار روپے ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہانہ 4305 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ : اے پی اے ناصر العبد : ایم جے جعفر علی گواہ : ایس عبدالقادر

وصیت نمبر:16675 میں قمر جہاں زوجہ ظہیر عالم ناصر معلم وقف جدید قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 42 سال پیدائشی احمدی ساکن امروہہ محلہ بساون گنج ڈاکخانہ امروہہ ضلع امروہہ جے پی نگر صوبہ یوپی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 23.5.2006 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ حق مہر 2000 روپے وصول شد۔ طلائی زیورات کان کے کانٹے 1.5 تولہ 22 کیریٹ ناک کا لونگ 1/2 تولہ کل 2 تولہ۔ خاوند کی جائیداد قادیان کاہلواں میں ایک مکان 10 مرلہ پر مشتمل ہے قیمت ایک لاکھ روپے ہے۔ محلہ بساون گنج امروہہ میں 17 گز کا ایک کمرہ ہے اس کی قیمت 25000 روپے ہوگی۔ اس میں جو میرا شرعی حصہ ہوگا اس پر حصہ جائیداد ادا کرونگی۔ میرا گزارہ آمد از خورونوش ماہانہ 300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہونگی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : قاضی عطاء الحیٔ الامۃ : قمر جہاں گواہ: فرید احمد ناصر معلم

وصیت نمبر:16676 میں ظہیر عالم ناصر معلم وقف جدید بیرون ولد ارشاد احمد مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 45 سال پیدائشی احمدی ساکن امروہہ محلہ بساون گنج ڈاکخانہ امروہہ ضلع امروہہ صوبہ یوپی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 23.5.2006 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ قادیان پنڈ کاہلواں میں ایک مکان ہے جو کہ 10 مرلہ جگہ پر دو کمرے بنے ہوئے ہیں جس کی موجودہ قیمت مبلغ ایک لاکھ چالیس ہزار ہوگی۔ محلہ بساون گنج امروہہ میں سترہ گز کا ایک کمرہ ہے جس کی موجودہ قیمت مبلغ پچیس ہزار روپے ہوگی۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہانہ 3207 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : I.C اعلی العبد : ظہیر عالم ناصر گواہ : فرید احمد ناصر معلم وقف جدید

وصیت نمبر:16677 میں فوزیہ کوکب بنت سید نصیر الدین احمد قوم احمدی مسلمان، پیشہ خانہ داری عمر 21 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 3.8.2006 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ

جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ کان کی بالی تین گرام طلائی قیمت 2500 روپے۔ خاکسارہ اس وقت ایک پرائیویٹ سکول میں پڑھاتی ہے ماہانہ آمدنی 1300 روپے ہے۔ مزید تعلیم بھی حاصل کر رہی ہے۔ میرا گذارہ آمد از پرائیویٹ ٹیچنگ ماہانہ 1300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہونگی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : سید نصیر الدین احمد الامۃ : فوزیہ کوکب گواہ: مظفر احمد ملک

وصیت نمبر: 16678 میں ابوجعفر صادق ولد محی الدین احمد قوم احمدی مسلمان پیشہ معلم عمر 33 سال تاریخ بیعت 1994 ساکن بتھاری ڈاکخانہ بتھاری ضلع چوبیس پرگنہ صوبہ مغربی بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 15.5.2006 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔(1) مکان واقع 32 شتک زمین۔ مکان وزمین کی موجودہ قیمت ڈیڑھ لاکھ روپے۔(2) زرعی زمین ایک بیگھہ قیمت چالیس ہزار (40000) روپے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت صدر انجمن احمدیہ ماہانہ 3527 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ابوطاہر منڈل العبد : ابوجعفر صادق گواہ : شیخ مجاہد احمد شاستری

وصیت نمبر: 16679 میں عبدالکریم شاہ ولد مرحوم شادھن چترا کر قوم احمدی مسلمان پیشہ خادم سلسلہ (معلم) عمر 44 سال تاریخ بیعت 1984ء ساکن باغدہ ڈاکخانہ چاندنگر ضلع چوبیس پرگنہ صوبہ مغربی بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 14.4.2006 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ زمین 3.75 ڈسمل قیمت اندازاً 16000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت صدر انجمن احمدیہ ماہانہ 3486 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ابوطاہر منڈل العبد : عبدالکریم شاہ گواہ : منیر شیخ

وصیت نمبر: 16680 میں فاطمہ بی بی بنت واجد علی منڈل قوم احمدی مسلمان پیشہ سلائی تاریخ بیعت 1986 ساکن بتھاری ڈاکخانہ بتھاری ضلع اتر چوبیس پرگنہ صوبہ مغربی بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 13.5.2006 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ میری منقولہ جائیداد کی تفصیل یہ ہے: چوڑی دوعدد طلائی قیمت 2500 روپے۔ بالی دوعدد طلائی قیمت 2500 روپے۔ اس کے علاوہ کوئی جائیداد نہیں ہے خاکسار طلاق یافتہ ہے سلائی کر کے گزارہ کرتی ہے۔ میرا گذارہ آمد از جیب خرچ ماہانہ 300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : منصور مالی معلم الامۃ : فاطمہ بی بی گواہ: ابوجعفر صادق معلم

وصیت نمبر: 16681 میں سید شکر اللہ مبلغ سلسلہ ولد سید انصار اللہ قوم احمدی مسلمان عمر 36 سال تاریخ بیعت 3.6.69 ساکن سونگڑہ ڈاکخانہ کوبھی ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 9.7.2006 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے کیونکہ والد صاحب حیات سے ہیں اور تمام جائیداد انہیں کے نام ہے جب ان میں سے خاکسار کو کچھ ملے گا خاکسار کی اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دوں گا۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت صدر انجمن 4248.76 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد حسن علی معلم العبد : سید شکر اللہ گواہ : محمد اطہر حسین معلم

وصیت نمبر: 16682 میں عبدالرؤف معلم ولد عبدالحمید صاحب قوم احمدی مسلمان معلم سلسلہ عمر 35 سال تاریخ بیعت 2001 ساکن گھورمارا ڈاکخانہ کٹورہ ضلع بھاگلپور صوبہ بہار بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 10.7.2006 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے کیونکہ والد صاحب حیات سے ہیں اور تمام جائیداد انہیں کے نام ہے جب اس میں سے خاکسار کو کچھ ملے گا خاکسار کی اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دوں گا۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت صدر انجمن 3180 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سید شکر اللہ العبد : عبدالرؤف گواہ : محمد شکیل احمد

وصیت نمبر: 16683 میں ابوالقیس معلم ولد مکرم معین الدین صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان معلم عمر 45 سال تاریخ بیعت 2000ء ساکن ویرگنج چھپکیاں ڈاکخانہ وارڈ نمبر 2 ویرگنج ضلع پرسا صوبہ نیپال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 9.7.2006 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کے پاس اس وقت پانچ دھور زمین ہے۔ اس کی موجودہ قیمت نیپالی کرنسی میں ایک لاکھ روپے ہے۔ اس کے علاوہ منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہانہ 3180 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سید شکر اللہ العبد : ابوالقیس گواہ : محمد اطہر حسین

وصیت نمبر: 16684 میں اختر امام معلم ولد مکرم محمد ظفر امام قوم احمدی مسلمان معلم سلسلہ عمر 42 سال تاریخ بیعت یکم جنوری 2002ء ساکن برسا بھوا ڈاکخانہ بھوا بازار ضلع گوپال گنج صوبہ بہار۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 10.7.2006 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے کیونکہ والد صاحب حیات سے ہیں اور تمام جائیداد انہیں کے نام ہے جب اس میں سے خاکسار کو کچھ ملے گا خاکسار کی اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دوں گا۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت صدر انجمن احمدیہ 3180 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اس کے علاوہ خاکسار کے پاس چالیس ہزار روپے بینک بیلینس ہیں اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سید شکر اللہ العبد : اختر امام گواہ : ابوالقیس

وصیت نمبر: 16685 میں شبیر احمد خان معلم ولد ضمیر خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ معلم وقف جدید بیرون عمر 26 سال پیدائشی احمدی ساکن کیرنگ ڈاکخانہ کیرنگ ضلع خوردہ صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 10.7.2006 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے کیونکہ والد صاحب حیات سے ہیں اور تمام جائیداد انہیں کے نام ہے جب اس میں سے خاکسار کو کچھ ملے گا خاکسار کی اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دوں گا۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت صدر انجمن 3527 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سید شکر اللہ العبد : شبیر احمد خان گواہ : شیخ سلیمان معلم

بنگلہ دیش کے سمندری طوفان میں مرنے والوں کی تعداد دس ہزار سے زائد

بنگلہ دیش میں آئے بدترین سمندری طوفان میں مرنے والوں کی تعداد دس ہزار سے تجاوز کرگئی۔ کچھ علاقوں میں پہنچنا مشکل ہورہا ہے۔ تاہم تین لاکھ لوگوں کو نشیبی علاقوں سے نکالا گیا۔ متاثرہ خاندانوں نے اپنے مرنے والے رشتہ داروں کو ڈھانپنے کے لئے کپڑوں کی مانگ کی۔ کچھ علاقوں میں اجتماعی قبروں میں مردے دفنا دیئے گئے۔ دو ہزار لوگ صرف بگیرہٹ ضلع میں ہی مارے جاچکے ہیں۔ رشتہ دار اپنے مرنے والے رشتہ داروں کو مناسب رسومات کے بغیر ہی دفن کررہے ہیں۔ ☆

میکسیکو میں سیلاب کی صورتحال سنگین

جنوبی میکسیکو میں سیلاب کی صورت حال سنگین ہونے کے ساتھ ہی سرکار نے ہزاروں افراد کو محفوظ مقامات پر بھیجنے کا کام تیز کردیا۔ پولیس چیف ڈینیل میٹل نے بتایا کہ فوج کی مدد سے مزید پانچ ہزار افراد کو دوسرے مقامات پر پہنچا دیا گیا۔ فوج کے مطابق اب بھی ہزاروں لوگ متاثرہ علاقوں میں پھنسے ہوئے ہیں جنوبی میکسیکو میں تو باسکو صوبہ سیلاب سے سب سے زیادہ متاثر ہے۔ ☆

ویتنام کے سیلاب میں ہزاروں غیرملکی سیاح پھنس گئے، پچیس کروڑ ڈالر کا نقصان

سیلاب کی وجہ سے ہزاروں غیرملکی سیاح مرکزی ویتنام میں پھنس کر رہ گئے۔ ''ہوئے'' نامی شہر میں تقریباً 3000 سیاح ہوٹلوں تک محدود ہوکر رہ گئے ان میں تقریباً 25000 غیرملکی باشندے ہیں۔ تقریباً 25000 ہزار لوگوں کو بلند مقامات تک پہنچایا گیا۔ ہوئی آن ٹاؤن میں تقریباً 150 مکانات ڈوب گئے۔ 1450 ملی میٹر تک بارش ہونے کی وجہ سے سیلاب میں تیزی آگئی اور مرنے والوں کی تعداد 332 ہوگئی۔ گزشتہ 6 ہفتوں میں اس خطہ میں 2 سمندری طوفان آچکے ہیں نقصانات کا تخمینہ 350 ملین ڈالر لگایا گیا ہے۔ ☆

چین کا سیٹلائٹ چاند کے مدار میں داخل ہوگیا

چین کا سیٹلائٹ ''چنگ ای ون'' چاند کے مدار میں پہنچ گیا ہے۔ چین کے سرکاری میڈیا کے مطابق بیجنگ ایرواسپیس کنٹرول سنٹر نے بتایا کہ چنگ ای ون سیٹلائٹ ڈھائی کلومیٹر فی سیکنڈ کی رفتار حاصل کرچکا ہے اور چاند کے کافی نزدیک پہنچ چکا ہے۔ یہ سیٹلائٹ 2012ء تک کام کرے گا اور چاند کی سطح سے سہ رخی تصاویر بھیجے گا۔ چین کی حکومت 15 سال کے اندر چاند پر اپنا خلائی جہاز بھیجنے کی تیاری کررہا ہے۔ چین کے اس قدم کے بعد جاپان نے بھی چاند پر اپنا خلائی جہاز بھیجنے کی تیاری شروع کردی ہے۔ جاپان نے آئندہ دس سال کے اندر چاند پر اپنا خلائی جہاز بھیجنے کی بات کہی ہے۔ اس سیٹلائٹ کا نام چنگ ای ون رکھا گیا ہے جو چین کی ایک دیوی کا نام ہے اس کے بارے کہا جاتا ہے کہ وہ چاند پر رہتی ہے۔ ☆

پاکستان میں کب کب ایمرجنسی لگی

پاکستان میں ایمرجنسی کے نفاذ کی تاریخ بھی مارشل لاء کی تاریخ کی طرح طویل ہے۔

(1) ملک میں سب سے پہلے ایمرجنسی جنرل اسکندر مرزا نے لگائی اور بنیادی انسانی حقوق معطل کردیئے۔ (2) 23 نومبر 1971ء کو جنرل یحییٰ خان نے مشرقی پاکستان میں جنگ کے باعث ملک میں ایمرجنسی نافذ کردی۔ (3) سابق صدر جنرل ضیاء الحق کے دور حکومت میں ملک میں ایمرجنسی نافذ رہی۔ (4) 6 اگست 1990ء کو غلام اسحٰق خان نے بے نظیر بھٹو کی حکومت برطرف کرکے ملک میں ایمرجنسی نافذ کردی۔ (5) 28 مئی 1998ء کو صدر رفیق تارڑ نے ایٹمی دھماکوں کے بعد ملک میں ایمرجنسی نافذ کردی اور فارن کرنسی اکاؤنٹس منجمد کردیئے۔ (6) 12 اکتوبر کو نواز شریف کی حکومت برطرف کرنے کے بعد 14 اکتوبر کو جنرل پرویز مشرف نے ایمرجنسی کے نفاذ کا صدارتی حکم جاری کیا (7) 3 نومبر 2007ء کو صدر پرویز مشرف نے ایک بار پھر ایمرجنسی کے نفاذ کا اعلان کیا۔ ☆

دنیا کی دو تہائی آبادی کی موت کا اندراج نہیں

ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن نے انکشاف کیا ہے کہ دنیا کی دو تہائی آبادی کی موت کا اندراج نہیں ہوتا۔ اقوام متحدہ کی اس تنظیم نے سول رجسٹریشن کی مہم شروع کی تھی۔ ادارے نے بتایا کہ 193 ممبر ممالک میں سے صرف 31 ممالک کے پاس ہی افراد کی موت کا اندراج ہے۔ تنظیم کی ڈائریکٹر جنرل مارگریٹ چان نے بتایا کہ ہر سال دنیا بھر میں 128 ملین پیدائش میں سے 48 ملین پیدائش کا اندراج نہیں کیا جاتا ادارے کے مطابق 57 ملین اموات میں سے 38 ملین اموات کا رجسٹریشن نہیں کیا جاتا۔ ڈاٹا جمع کرنے کا ایک ہی مقصد ہوتا ہے کہ غریب ممالک کے مقامی لوگوں کی صحت عامہ کی ضرورت کو پورا کیا جائے اوران کے لئے کوئی لائحہ عمل تیار کیا جائے۔

(ماخوذ)

معاصرین کی آراء:

عراق سنگین انسانی المیہ کی جانب گامزن

آزادی کا وعدہ، جمہوریت کا وعدہ، بہتر زندگی کا وعدہ، انسانی عظمت اور وقار کا وعدہ۔ ان دنوں عراق سے ملنے والی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ صدام کے ملک میں امریکہ کے یہ تمام خوشنما لیکن جھوٹے وعدے کوڑا کرکٹ کے ڈھیر کی طرح پڑے ہوئے ہیں جن سے تعفن پھوٹنے لگا ہے۔ وہ لوگ بھی جو سابقہ دور میں صدام کے مخالف اور تبدیلی حکومت کے حامی تھے اب یہ اعتراف کرنے لگے ہیں کہ صدام کا دور حکومت ہی بہتر تھا جس میں کم از کم امن وامان اور سکون واطمینان تو تھا۔ امریکہ کی فوج کشی کے ساڑھے چار سال بعد بھی عراقیوں سے کیا گیا کوئی وعدہ پورا نہیں کیا گیا ہے ان کے شب وروز میں سکون نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ امریکی واتحادی سپاہی کسی بھی وقت دندناتے ہوئے ان کے گھروں میں گھس کر ان کے لئے نت نئے مسائل پیدا کردیتے ہیں۔ حکومت کی قائم کردہ یوتھ ڈیٹنشن فیسلیٹی ایک نیا عذاب ہے۔ جس میں سیکڑوں عراقی نوجوانوں کو بلاوجہ گرفتار کرکے رکھا گیا ہے۔ الجزیرہ کی ایک رپورٹ کے مطابق اس قسم کے حراستی مراکز میں 11 سے 17 سال کی عمر کے نوجوان ہیں جنہیں یہ تک نہیں معلوم کہ ان کا جرم کیا ہے۔ ان پر کیا الزام عائد کیا گیا ہے اور ان کی گلوخلاصی کب ہوگی۔ جب نائب صدر طارق الہاشمی نے ایسے ہی ایک حراستی مرکز کا دورہ کیا تو محروسین کی حالت زار دیکھ کر بھونچکا رہ گئے۔ اب ذرا اندازہ کیجئے ان بچوں کے والدین کی ذہنی حالت کا جنہیں کچھ پتہ ہی نہیں کہ ان کے جگر گوشے کہاں ہیں۔ یہی ایک دکھ نہیں ہے عراق کا۔ امریکہ کی اندھادھند اور خوفناک بمباری میں جو شہری سہولتیں تباہ وبرباد ہوکر رہ گئیں وہ اب بھی جوں کی توں ہیں۔ مثال کے طور پر اسکول، اسپتال، پینے کا پانی اور گندے پانی کی نکاسی کا نظام وغیرہ۔ گزشتہ ماہ بغداد سے کالیرا کی خبریں موصول ہوئی تھیں جن میں کہا گیا تھا کہ کالیرا تیزی سے پھیل رہا ہے لیکن اس مرض سے بچنے کیلئے عراقی میونسپلٹیوں میں کلورین کا ذخیرہ نہیں ہے۔ جمہوریت کی رٹ لگانے اور عراقی عوام کی نام نہاد آزادی پر اپنی پیٹھ ٹھونکنے والے امریکہ نے ان شہری سہولیات کی دوبارہ تعمیر پر کوئی توجہ نہیں دی ہے چنانچہ عراقی عوام کے لئے ہر دن ایک نئی مصیبت بن کر طلوع ہوتا ہے اور انہیں اپنی ایک ایک سانس کی قیمت چکانی پڑتی ہے۔ ایک عراقی شہری کا کہنا ہے کہ ''ہم اپنے آپ کو ایک اندھی سرنگ میں پاتے ہیں جس میں دور دور تک روشنی کا گزر نہیں۔''

(اداریہ، روزنامہ ''انقلاب''، ممبئی، یکم نومبر 2007)

طلباء کے لئے مفید معلومات:

فارنسک سائنس میں ملازمت کے مواقع

سائنس میں ترقی کے ساتھ ساتھ اسی رفتار سے جرائم اور گناہ کی تعداد بھی بڑھتی جارہی ہے۔ جرائم پیشہ ور افراد کو سزا دلانے کے لئے ان مجرموں کا جرم ثابت کرنے کے لئے پولس کو ثبوت کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ ثبوت سائنسی علوم کا استعمال کرکے ماہر فورنسک سائنس داں پولس کو فراہم کرتے ہیں جس میں مجرموں کی انگلیوں کے نشان، خون کے دھبوں، لعاب دہن، قدموں کے نشانات وغیرہ کی جانچ کے ذریعہ ثبوت اکٹھا کیا جاتا ہے۔ مشکوک اموات میں پولس کو یہ پتہ لگانا ہوتا ہے کہ معاملہ قتل کا ہے یا خودکشی کا زہرخوردنی کا ہے یا کثرت منشیات یا زیادہ شراب نوشی سے موت واقع ہوئی ہے۔ ان تمام معاملات کی جانچ اور تصدیق کا کام بھی ماہر فارنسک سائنسدان ہی کرتے ہیں۔

تعلیمی لیاقت : سائنس گریجویٹ، بی ایس سی، (فزکس، کیمسٹری، بایلوجی، زولوجی، بائیو کیمسٹری اور اپلائیڈ سائنس)

سند : ایم ایس سی ان فارنسک سائنس

تعلیمی ادارے : ☆ ٹاٹا انسٹی ٹیوٹ آف سوشل سائنس ممبئی۔ ☆ عثمانیہ یونیورسٹی۔ ☆ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی۔ ☆ اندرا گاندھی نیشنل اوپن یونیورسٹی، دہلی۔ ☆ انا ملائی۔ ☆ پنجاب اور کرناٹک یونیورسٹی۔ ☆ کرناٹک یونیورسٹی دھرواڑا۔ ☆ یونیورسٹی آف دہلی ☆ ڈاکٹر بی آر امبیڈکر یونیورسٹی آگرہ ☆ لکھنؤ یونیورسٹی لکھنؤ ☆ این سی ای آرٹی دہلی۔

: فارنسک کورسیس کے متعلق مزید جانکاری :

نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف کریمنولوجی اینڈ فارنسک سائنس، گورنمنٹ آف انڈیا۔ منسٹری آف ہوم افیئرس دہلی 110085۔

فارنسک سائنس سے ایم ایس سی یا پی ایچ ڈی کرنے کے بعد محکمہ پولس، ریسرچ، درس وتدریس اور لیبارٹریز میں روزگار حاصل کرسکتے ہیں۔

-: اسی شعبہ سے متعلق دیگر کورسیس :-

(1) پی جی ڈپلومہ ان فورنسک انجینئرنگ۔ تعلیمی قابلیت بی ای۔ (2) پی جی ڈپلومہ ان کریمنولوجی: تعلیمی لیاقت: ایم اے ان کریمنولوجی سرٹیفکٹ کورس کریمنولوجی۔ (3) پی جی ڈپلومہ ان فورنسک سائنس کریمنل سائنس: تعلیمی لیاقت: ایم ایس سی ان کریمنولوجی۔ (4) ایم اے ان کریمنل اینڈ کریمنولوجی: تعلیمی لیاقت: کسی بھی فیلڈ سے گریجویٹ بی اے سوشولاجی۔ ☆☆

منظوم کلام حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا

مولا مرے قدیر مرے کبریا مرے
پیارے مرے حبیب مرے دلربا مرے
بارِ گناہ بلا ہے مرے سر سے ٹال دو
جس راہ پہ تم ملو مجھے اس راہ پہ ڈال دو
اِک نور خاص مرے دل و جاں کو بخش دو
میرے گناہِ ظاہر و پنہاں کو بخش دو
بَس اک نظر سے عقدہ دل کھول جایئے
دل لیجئے مرا اپنا بنایئے
ہے قابلِ طلب کوئی دنیا میں اور چیز ؟
تم جانتے ہو تم سے سوا کون ہے عزیز
دونوں جہاں میں مایہ راحت تم ہی تو ہو
جو تم سے مانگتا ہوں وہ دولت تم ہی تو ہو

بقیہ خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ نمبر:16

حضور نے فرمایا کہ پاکستان کے لوگوں کو اپنے ہمسایہ ملک افغانستان سے سبق لینا چاہئے جو خدا کے مامور اور اس کے ماننے والوں کی بددعاؤں کے نتیجہ میں 100 سال سے تباہی و بربادی کا شکار ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے افغانستان میں شہید ہونے والے احمدیوں کے بعد فرمایا تھا اے کابل کی زمین تو گواہ رہ کہ تیرے پر سخت جرم کا ارتکاب کیا گیا ہے اے بدقسمت زمین تو خدا کی نظر سے گر گئی۔ فرمایا 100 سال سے ان الفاظ کے اثرات دنیا دیکھ رہی ہے۔

حضور نے حالیہ دنوں میں انڈونیشیا میں بڑھتے ہوئے مظالم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: انڈونیشیا میں دُور دراز علاقوں میں جہاں احمدی تھوڑی تعداد میں ہیں ان کے گھروں اور مسجدوں میں حملے کئے جارہے ہیں اور اس کی پشت پناہی حکومت کے بعض ادارے کر رہے ہیں۔ فرمایا: چند سال قبل جب انڈونیشیا میں سونامی کا خوفناک طوفان آیا تو جماعت نے ہیومنٹی فرسٹ کے ذریعہ ان مخالفین کے علاقوں میں بھی امداد تقسیم کی۔ ہمیں یہ فکر تو نہیں کہ یہ لوگ احمدیت کو ختم کر دیں گے لیکن دعا کریں کہ اللہ انہیں ہر شر سے محفوظ رکھے اور خدا کے مامور پر ایمان لانے کی توفیق بخشے۔ یاد رکھیں کہ مخالفت کی وجہ سے ہمدردی خلق سے ہم نے ہاتھ نہیں اٹھانے یہ کام تو ہم نے کرنا ہے لیکن ساتھ ہی ان کے لئے دعا بھی کرنی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں وقت کے مامور کو پہچاننے اور ان پر ایمان لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمیشہ صبر اور دعا سے کام لیتے رہیں اللہ تعالیٰ جو سچے وعدوں والا ہے وہ ہمارے ساتھ ہے اور آخری فتح انشاء اللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہمیشہ صبر و استقامت اور اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز - کشمیر جیولرز
اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کے لئے
Phone No.(S)01872-224074
(M) 98147-58900
E-mail: Jovraj@yahoo.co.in
Mfrs & Suppliers of:
Gold and Silver
Diamond Jewellery
Shivala Chowk Qadian(India)

نونیت جیولرز
NAVNEET JEWELLERS
اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
Manufacturers of all kinds of gold and silver ornaments
خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
الیس اللہ بکاف عبدہ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں اور لاکٹ وغیرہ
احمدی احباب کے لئے خاص
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab. Ph.01872-220489,(R)220233

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 بینٹنک لین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222
2248-1652 2243-0794
رہائش: 2237-0471, 2237-8468

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ
(نماز دین کا ستون ہے)
طالب دعا: از ارا کین جماعت احمدیہ مونگھیر

بقیہ مضمون علامہ نیاز......از صفحہ نمبر:9

ہے۔ یہاں تک کہ ایک کوٹھری بھی پتھر چن کر بنالی جائے تو اسے قصر کہہ سکتے ہیں۔

قادیان اور ربوہ میں نسبی و عقائدی سلسلہ کے لوگوں کے لئے بے شک قبرستان موجود ہے جنہیں وہ ''مقبرہ بہشتی'' کہتے ہیں لیکن اس پر ناک بھوں چڑھانے کی کوئی وجہ نہیں۔ اگر آپ مرنے والوں کے نام کے ساتھ مرحوم و مغفور کا اضافہ کرتے ہیں تو ان کے مدفن کو بہشتی مقبرہ کہنے میں کیا حرج ہے۔ اگر مرحوم و مغفور کہنا کوئی تمنا یا دعا ہے تو قبرستان کو بھی بہشت سے منسوب کرنا اسی قبیل کی چیز ہے۔ رہا یہ امر کہ وہ فحاشی کا گھر ہیں، سو احمدیت کے خلاف ایسے اوچھے ہتھیار استعمال کرنا مناسب نہیں کیونکہ کہ اس سے ان کو تو کوئی نقصان نہیں پہنچتا آپ ہی کا احساس کمتری ضرور سامنے آجاتا ہے۔

(۴) آپ نے ایک جگہ یہ بھی ظاہر کیا ہے کہ ان کی تحریک قرامطہ و باطنیوں کی سی تھی۔ یہ پڑھ کر میں حیران رہ گیا معلوم ہوتا ہے نہ آپ نے قرامطہ کی تاریخ کا مطالعہ کیا ہے اور نہ احمدی جماعت کی زندگی کا۔ کجا قرامطہ و باطنین جن کی تحریک کی بنیاد ہی قتل و خونریزی پر قائم تھی اور کجا احمدیین جن پر ہمیشہ ظلم کیا گیا اور جنہوں نے اپنے شجرِ ایمان کی آبیاری ہمیشہ اپنے خون سے کی۔ حال ہی میں پاکستان کے اندر محض ایک جھوٹے پروپیگنڈا پر کہ وہ رسول اللہ کو خاتم النبیین تسلیم نہیں کرتے انتہائی بے دردی کے ساتھ قتل و ذبح کیا گیا لیکن یہ سب کچھ انہوں نے انتہائی صبر و ضبط سے برداشت کیا اور آخر کار اسی سرزمین میں جہاں ان کا خون بہایا گیا تھا ربوہ میں اپنا زبردست ادارہ قائم کر کے دکھا دیا۔

(۵) آپ نے یہ بھی ظاہر کیا ہے کہ آج کل مرزا صاحب کی تحریروں کو ایک عظیم فلسفہ کی حیثیت سے پیش کیا جارہا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس سے قبل اس حیثیت سے پیش نہیں کیا جاتا تھا، حالانکہ مرزا صاحب کی جو تحریریں اب پیش کی جارہی ہیں وہ پہلے بھی موجود تھیں اور اگر آج ان تحریروں میں آج فلسفہ پایا جاتا ہے تو پہلے بھی پایا جاتا ہوگا۔ آپ کا یہ اعتراض بالکل میری سمجھ میں نہیں آیا۔

(۶) آپ نے اس امر کے ثبوت میں کہ مرزا صاحب رسول اللہ کو خاتم النبیین نہیں سمجھتے تھے اور اس پر جو صغریٰ و کبریٰ قائم کیا ہے وہ میری سمجھ سے باہر ہے۔ آپ ایک طرف خود یہ تسلیم کرتے ہیں کہ وہ محمدؐ کو خاتم النبیین سمجھتے تھے اور دوسری طرف اس کی تردید بھی کرتے ہیں: وہ اپنے آپ کو یقیناً ظل نبوی یا مہدی موعود سمجھتے تھے۔ لیکن ان کا یہ کہنا عقیدہ ''خاتم النبیین'' کے منافی نہیں کیونکہ جس نبوت کو وہ آخری نبوت سمجھتے تھے اس کا انہوں نے کبھی دعویٰ نہیں کیا۔ اور جس ظلی ملکہ نبوت کا حامل وہ اپنے آپ کو کہتے تھے وہ کوئی نئی چیز نہیں۔ رسول اللہ نے خود اپنی امت کے علماء کو انبیاء بنی اسرائیل ظاہر کیا ہے۔ اور مرزا صاحب یقیناً امت محمدی ہی سے تعلق رکھتے تھے۔

مرزا صاحب کے دعاوی میں اہم ترین دعویٰ یہی ہے کہ وہ مجدد تھے سایۂ نبوی تھے، مہدی موعود تھے، لیکن ان سب کا مفہوم ایک ہی تھا۔ یعنی یہ کہ وہ احیاء دین کے لئے مامور ہوئے تھے اور اس میں کلام نہیں کہ انہوں نے یقیناً اخلاق اسلامی کو دوبارہ زندہ کیا اور ایک ایسی جماعت پیدا کر کے دکھا دی جس کی زندگی کو ہم یقیناً اسوہ نبی کا پرتو کہہ سکتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو مہبط وحی والہام بھی کہتے تھے۔ بظاہر یہ الفاظ بہت خطرناک نظر آتے ہیں۔ اس مسئلہ پر نگار میں ہم بحوالہ آیات قرآنی کافی تفصیل کے ساتھ ظاہر کر چکے ہیں کہ وحی والہام انبیاء کے لئے مخصوص نہیں اس میں حیوانات بھی شامل ہیں یہاں تک کہ نہ صرف تقویٰ بلکہ فسق و فجور کے میلان کو بھی الہام ہی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ (فالھمھا فجورھا وتقوھا)

اب رہا یہ امر کہ مرزا صاحب واقعی مہبط الہام تھے یا نہیں اور ان کے الہامات کیا اور کیسے ہوتے تھے یہ ایک مستقل موضوع ہے جس پر ہم آئندہ کسی وقت تفصیلی گفتگو کریں گے۔

ناسخ و منسوخ اور وفات عیسیٰ کے متعلق انہوں نے جو کچھ لکھا ہے اس سے ہمارے بعض علماء متقدمین کو بھی اتفاق ہے۔ لیکن فرق یہ ہے کہ مرزا صاحب نے حالتِ حاضرہ کے پیش نظر اسے زیادہ زور و قوت کے ساتھ پیش کیا ہے۔ رہا معاملہ مہدی موعود ہونے کا سو اس پر ہمیں آپ کو غور کرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ یہ دراصل چیلنج ہے غیر احمدی علماء کے لئے جو خود بھی احادیث و روایات سے ظہور مہدی کا استدلال کرتے ہیں اور مرزا صاحب انہی احادیث و روایات سے اپنے آپ کو مہدی موعود اور مثیل مسیح ثابت کرتے ہیں۔ اس مسئلہ پر بھی مجھے بسیط بحث کرنا ہے۔

یہاں تک تو آپ کے اعتراضات کا جواب تھا لیکن اب مجھے اس سے ہٹ کر بھی کچھ عرض کرنا ہے وہ یہ کہ آپ اس باب میں خود تحقیق و جستجو سے کام لیجئے۔ دوسروں کے کہنے پر اعتماد نہ کیجئے۔ اور اگر آپ نے بھی ایسا کیا تو مجھے امید ہے کہ آپ کو بھی اس امر کا اعتراف کرنا پڑے گا کہ بانیٔ احمدیت واقعی غیر معمولی فکر و نظر رکھنے والا انسان تھا اور قدرت کی طرف سے ایک خاص ذہنی قوت لے کر آیا تھا جس نے ہر ہر قدم پر اس کی رہبری کی اور تعمیر اخلاق و کردار کی ایک بڑی یادگار اپنے بعد چھوڑ گیا۔'' ☆☆☆

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel.Fax:(0091)1872-220757
Tel.Fax:(0091)1872-221702
Tel. (0091)1872-220814
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAT OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT No. RN61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian 143516 Dt.Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 56 | Thursday | 6th December | Issue No. 49

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 300/-
By Air 20Pounds or40 U.S.$
30 Euro
By Sea 10 Pounds or 20 U.S.$

ہر احمدی کا کام ہے کہ توحید کو دنیا میں قائم کرنے کی کوشش کرے اور انسانی ہمدردی میں کوشاں رہے

سارے فساد جو پاکستان میں ہو رہے ہیں وہ امام وقت کے انکار، اس کے استہزاء اور اس کے ماننے والوں پر ظلم کی وجہ سے ہو رہے ہیں
پس دعائیں کریں اور صبر کریں احمدیوں کو کسی طرح کے فساد میں حصہ دار نہیں بنا چاہئے ہم نے قانون کی پابندی کرنی ہے

ہمیشہ صبر اور دعا سے کام لیتے رہیں اللہ تعالیٰ جو سچے وعدوں والا ہے وہ ہمارے ساتھ ہے اور آخری فتح انشاء اللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کی ہے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 23 رنومبر 2007ء بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نیفرمایا: ہم دیکھ رہے ہیں کہ آج دنیا میں ہر طرف ایک افراتفری کا عالم ہے۔ مشرقی ممالک ہوں یا مغربی، ترقی یافتہ ممالک ہوں یا ترقی پذیر اور یا پھر غیر ترقی یافتہ ممالک ہوں سب ہی اپنے اپنے ملکوں میں مختلف طرح کے فسادات اور بے چینیوں اور خوف کا شکار ہیں۔ بعض دوسرے ممالک یا حکومتوں کی دخل اندازی کی وجہ سے، بعض دہشت گردوں کی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے، چاہے وہ دہشت گردی سیاسی وجہ سے ہو یا اس کو مذہب کی آڑ میں کیا جا رہا ہو، اسی طرح بعض ممالک کو قدرتی آفات نے گھیرا ہوا ہے، غرضیکہ آج ہر ہمدردِ انسانیت اور خدا کا خوف رکھنے والا اس امر کی طرف متوجہ ہے کہ ان بے چینیوں اور پریشانیوں کی کیا وجہ ہے؟ اور کیوں اطمینان قلب حاصل نہیں؟ مخلوق خدا کے اس درد میں ہر احمدی شامل ہے۔ جو ڈاک مجھے ملتی ہے اس میں بھی لکھا ہوتا ہے کہ دنیا میں امن کے قیام کے لئے اور بے چینیوں کے دُور ہونے کے لئے دعا کریں۔ احمدیوں کی یہ سوچ دراصل اس انقلاب کا نتیجہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ماننے والوں کے دلوں میں پیدا کیا ہے۔ ان کی ایمانی حالت کو اس زمانے کے امام نے ہی بدلا ہے، خدا کا خوف اور ہمدردی ان کے دل میں پیدا کی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

مَیں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تا ایمانوں کو قوی کروں اور خدا تعالیٰ کا وجود لوگوں پر ثابت کر کے دکھلاؤں کیونکہ ہر ایک قوم کی ایمانی حالتیں نہایت کمزور ہو گئی ہیں اور عالمِ آخرت صرف ایک افسانہ سمجھا جاتا ہے اور ہر ایک انسان اپنی عملی حالت سے بتا رہا ہے کہ وہ جیسا کہ یقین دنیا اور دنیا کی جاہ مراتب پر رکھتا ہے اور جیسا کہ اس کو بھروسہ دنیوی اسباب پر ہے یہ یقین اور بھروسہ ہرگز اس خدا تعالیٰ اور عالمِ آخرت پر نہیں۔

اسی طرح آپؑ نے فرمایا:- وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہو گئی ہے اس کو دُور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں ان کو ظاہر کروں۔

یاد رکھو بڑے حکم دو ہی ہیں ایک یہ کہ خدا کی توحید کو دنیا میں پھیلاؤ اور دوسرے ہمدری اپنے بھائیوں اور بنی نوع کی ظاہر کرو۔

پس خوش قسمت ہیں وہ جو اس زمانے کے امام کو ماننے والے ہیں جس کو اللہ نے زمانے کی اصلاح کے لئے ایسے وقت میں بھیجا ہے جبکہ دنیا میں ہر طرف فساد اور خود غرضی کا دَور دَورہ ہے۔ اب ہر احمدی کا کام ہے کہ توحید کو دنیا میں قائم کرنے کی کوشش کرے اور انسانی ہمدردی میں کوشاں رہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت گزشتہ سو سال سے زیادہ عرصہ سے ان فرائض کی ادائیگی کی کوشش کر رہی ہے، اس وجہ سے کہ ہمارے دلوں میں ہمدردی ہے ہمیں ان لوگوں کو ان آفات کی وجوہات بھی بتانی چاہئیں۔ اپنے اپنے حلقہ احباب میں یا اخباروں میں خطوط کے ذریعہ دنیا کو یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ اگر خدا کو نہیں پہچانو گے تو یہ فساد کبھی دور نہیں ہونگے۔ یہ ارضی وسماوی آفات کبھی ختم نہیں ہونگی یہ فسق وفجور جس نے دنیا کا امن وسکون چھین لیا ہے کبھی ختم نہیں ہوگا۔ دنیا کو بتانے کی ضرورت ہے کہ سو سال قبل اللہ نے ایک شخص کو بھیجا تھا جس نے کہا تھا کہ اگر تم خدا کی بات نہیں مانو گے اور مجھے قبول نہیں کرو گے تو نہ صرف یہ آفتیں تم پر آئیں گی، بلکہ دن بدن بڑھ کر اور پہلے سے زیادہ آئیں گی۔ فرمایا گزشتہ دنوں بنگلہ دیش میں سخت طوفان آیا گزشتہ ریکارڈوں کے مطابق ایسا طوفان سینتالیس سال بعد آیا ہے جس میں اطلاعات کے مطابق پندرہ ہزار لوگ ہلاک ہوئے اور چھ لاکھ افراد بے گھر ہوئے۔ اگرچہ کچھ احمدیوں کو بھی مالی نقصان ہوا ہے لیکن ابھی تک کی اطلاع کے مطابق احمدیوں کا کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ ہیومنٹی فرسٹ والے یوکے اور کینیڈا سے جا رہے ہیں۔ جماعت ہمدردی کے جذبہ کے تحت جا رہی ہے۔ جماعت ہر اس جگہ جاتی ہے جہاں کوئی مدد کے لئے پکارے۔ گزشتہ چند سالوں سے بنگلہ دیش کے احمدیوں کو بہت تنگ کیا جا رہا ہے مُلاّ کی عادت بن چکی ہے کہ اَن پڑھ لوگوں کو لیکر جماعت پر ظلم کرواتا ہے اس کے باوجود جماعت ہر ممکن مدد کرتی ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میرے کاموں میں سے ایک اہم کام بنی نوع کی ہمدردی ہے۔ پھر بنگلہ دیش ہی کیا پاکستان جہاں احمدیوں کے بنیادی حقوق غصب کر لئے گئے ہیں، ان ظلموں کے باوجود جب پاکستان میں شدید زلزلہ آیا یہاں تک کہ کئی آبادیاں زمین بوس ہو گئیں اس وقت بھی سب ظلموں کے باوجود جماعت نے دل کھول کر آفت زدہ لوگوں کی مدد کی۔ کیمپ لگائے اور علاج کی سہولت دی۔ باوجود اس کے کہ ہمارے کیمپ میں مخالفین نے آگ بھی لگا دی تھی۔ پھر بھی ہمدردی کے جذبہ کے تحت ہم نے کام کیا۔

زلزلہ کے بعد لوگ اعصابی امراض کا بھی شکار ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ کروڑوں روپیہ خرچ کر کے اعصابی امراض کے علاج کے کیمپ لگائے گئے۔ تو یہ ہمدری ہمارے اندر مسیح موعود علیہ السلام کی پیدا کی ہوئی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ تو لگاتار وارننگ دے رہا ہے جو زلزلوں کے آنے کے لحاظ سے، دیگر قدرتی آفات کے لحاظ سے، یا سیاسی اور معاشی بدتری کے لحاظ سے پاکستان میں ہر طرف فساد اور قتل وغارت پھیلا ہوا ہے۔ پاکستان کا ہر شہری جانتا ہے کہ ملک میں لاقانونیت زوروں پر ہے۔ پہلے اسلام آباد میں حکومت کے اندر حکومت تھی اب سوات میں ویسے ہی حالات پیدا ہو گئے ہیں اور وہی لوگ بغاوت کے حصے دار بن رہے ہیں جنہیں پہلے حکومت کا تعاون حاصل رہا۔ خلاصہ یہ کہ باہر کے دشمن سے زیادہ خطرہ اندر کے دشمن کا ہے۔ مخالفین احمدیت 1974 میں کہتے تھے کہ احمدیوں نے ربوہ میں اپنی حکومت قائم کر رکھی ہے اس جھوٹی بات کی خدا نے یہ سزا دی کہ اب پاکستان میں مختلف جگہوں پر حکومتیں قائم ہو چکی ہیں۔ احمدی تو قانون کی پابندی کرنے والے ہیں انہوں نے تو قانون کے احترام میں اپنی ملکیتی زمین پر بھی جو ربوہ میں دریا کے کنارے تھی فساد سے بچتے ہوئے کسی قسم کا جھگڑا نہیں کیا۔ ہاں صرف قانون کا سہارا لیا۔ لیکن قانون بھی اسی کا ہے جس کا دبدبہ ہے۔ ہائی کورٹ نے تو یہ فیصلہ دے دیا تھا کہ فیصلہ سے پہلے کوئی تعمیر نہیں ہوگی، احمدی تو اس کی پابندی کر رہے ہیں لیکن اسلام کے نام پر قبضہ کرنے والے تعمیر پر تعمیر کر رہے ہیں۔ جب عدالت کی نوٹس میں یہ بات لائی گئی کہ یہ تو توہین عدالت ہے تو جواب یہ ملا کہ توہین ہماری ہو رہی ہے تمہیں کیا فرق پڑتا ہے۔ فرمایا ہر محکمہ کرپشن کے بدترین معیار کو چھو رہا ہے۔ اور اس کی وجہ یہی ہے کہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ایمانی حالت کمزور ہو گئی ہے اور عالم آخرت صرف ایک افسانہ ہو کر رہ گیا ہے۔ اگر غور کریں تو یہ سارے فساد جو پاکستان میں ہو رہے ہیں وہ امام وقت کے انکار اس کے استہزاء اور اس کے ماننے والوں پر ظلم کی وجہ سے ہو رہے ہیں پس دعائیں کریں اور صبر کریں۔ احمدیوں کو کسی طرح کے فساد میں حصہ دار نہیں بنا چاہئے۔ ہم نے قانون کی پابندی کرنی ہے۔

باقی صفحہ 15 پر ملاحظہ فرمائیں